بسم اللہ الرحمن الرحیم

امامیہ

دینیات

درجۂ پنجم کیلئے

ناشر

امامیہ ایجوکیشن اینڈ ویلفیر ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

نمبر68، شیواجی روڈ، شیواجی نگر، بنگلور-051 560

نام کتاب	:	امامیہ دینیات (درجۂ پنجم)
ترتیب وپیش کش	:	مولانا سید امتیاز حیدر جہانیاں پوری
صفحات	:	120
اشاعت	:	تیسرا ایڈیشن جنوری 2011ء
قیمت	:	۲۰/روپے
ناشر	:	امامیہ ایجوکیشنل ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

H.V.S. اپارٹمنٹ، نمبر 1، لوک ناتھن روڈ، بنگلور-560052
فون: 080-22266320 موبائل: 09379907096

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چند باتیں

امامیہ ایجوکیشن اینڈ ویلفیر ٹرسٹ کا بنیادی ہدف قوم کے نونہالوں اور نوجوانوں کو زیورِ تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنا ہے اس لئے ہر ممکن سہولت فراہم کی جاتی ہے لیکن اس ضمن میں ہماری یہ کوشش رہی ہے کہ مستقبل کی ہماری یہ امیدیں عصری تعلیم کے ساتھ دینی علوم، شرعی احکام و وظائف سے بھی واقف ہوں اس لئے ضرورت کے تحت نصاب پر نظر ثانی اور ضروری تبدیلیاں کی جاتی رہی ہیں اور بہتر نتائج کے لئے یہ امر ناگزیر ہے۔

ہمارے سامنے ایک بنیادی مشکل اردو زبان کی تھی زیادہ تر مراکز میں دینیات اردو میں ہی پڑھائی جاتی ہے اس لئے اس بات کی شدت سے ضرورت تھی کہ زبان پر پہلے توجہ دی جائے کیونکہ مفاہیم اسی پل سے گذر کر ہم تک پہنچتے ہیں۔

امامیہ دینیات کے جدید ایڈیشن میں اس بات پر خاص توجہ دی گئی ہے کہ بچہ جس سبق کو بطور دینیات پڑھ رہا ہو وہی اس کے لئے زبان دانی کا بھی سبق ہو، ان اسباق کے کم و کیف میں، بچوں کی ضرورت، ذوق، دلچسپی اور نفسیات کا پورا پورا خیال رکھا گیا۔ سبق کے آخر میں اچھی خاصی مشقیں رکھی گئی ہیں جو زبان دانی، تحریر اور مواد سبق کو سمجھنے اور یاد رکھنے میں نہ صرف معاون و مددگار رہوں گی بلکہ طلبہ و طالبات میں غور و فکر، انفرادی مطالعہ کی عادت اور معلومات میں مزید اضافے کے لئے بھی انشاء اللہ محرک ثابت ہوں گی۔ ہم نے اس کتاب کو بہتر اور زیادہ سے زیادہ مفید بنانے میں کسی بھی امکانی کوشش سے دریغ نہیں کیا ہے۔

ہم اپنی اس کوشش میں کس حد تک کامیاب ہو سکے ہیں اس کا صحیح اندازہ تو اساتذہ، سرپرست اور تعلیم سے دلچسپی رکھنے والے اہل نظر افراد کی رایوں اور تبصروں سے ہی ہو سکے گا۔

مرزا محمد مہدی عفی عنہ

صدر

امامیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

کیا ہے کہاں ہے!

سبق نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر
1	مناجات	5
2	سبق شروع کرنے سے پہلے کی دعا	7
3	لَااِلٰہَ اِلّاَاللّٰہُ	8
4	کیا ہم اللہ کو دیکھ سکتے ہیں؟	11
5	باغ کی سیر	13
6	انسانی بقا	16
7	حیات طیبہؐ کے ابتدائی چالیس سال	19
8	دعوت ذوالعشیرہ	23
9	ہجرت	27
10	معراج	30
11	پیغمبر کا جانشین کو ہو سکتا ہے؟	32
12	ہشام بن حکم کا امامت پر استدلال	35
13	اچھے اور برے کی تمیز	40
14	تقلید	43
15	غسل	45
16	حج	47
17	زکوۃ	50
18	خمس	53
19	جہاد	56
20	امر بالمعروف اور نہی عن المنکر	58
21	فقہی الفاظ اور ان کے معنی	61
22	حضرت صالح علیہ السلام	63
23	بچہ بول پڑا	65
24	انیس (۱۹) بیٹے	68
25	حضرت ہاشم علیہ السلام	71
26	صرف اللہ کے لئے	73
27	عید مباہلہ	75
28	صلح حدیبیہ	79
29	فتح مکہ	83
30	کربلا کا پس منظر	85
31	پہلا مؤذن	89
32	ایک سچا شیعہ	91
33	حسن اخلاق	94
34	مادرِ مہرباں	97
35	یتیموں سے سلوک	102
36	عیادت	104
37	غیبت	106
38	غصہ	109
39	آیت اللہ العظمیٰ سید روح اللہ موسوی خمینیؒ سے ایک ملاقات	111
40	آیت اللہ العظمیٰ سید ابوالقاسم الخوئی کی زندگی کا ایک دن	113
41	ترانہ	115

سبق ۱

مناجات

مجھ کو بس جذبۂ سلمانؓ و ابوذرؓ دیدے
پھر مجھے چاہے سکندر کا مقدر دیدے
پاک کرنی ہے زبان ذکر محمدؐ کیلئے
آبِ کوثر مجھے اسے ساقیِ کوثر دیدے
چوم کر روضۂ سرکارؐ ابھی آجاؤں
دو گھڑی کیلئے جبرئیلؑ مجھے پَر دیدے
میرے بھی دل میں تمنا ہے مجھے ہو معراج
مجھ کو بھی خاکِ کفِ پائے پیمبرؐ دیدے
جتنی خوشیاں ہیں وہ سب دیدے زمانے کی مجھے
میرے معبود غمِ سبطِ پیمبرؐ دیدے
جو لہو قوم کا پی جائیں وہ رہبر ہیں بہت
قوم پہ گھر جو لٹا ڈالے وہ رہبر دیدے
دورِ حاضر کے یزیدوں کو مٹانے کیلئے
لاکھ دو لاکھ نہیں صرف بہتر دیدے
آج پھر ہے ترے کعبے کے تحفظ کا سوال
پھر ابابیل کی منقار میں کنکر دیدے

پرچم نصرت اسلام اٹھانے کیلئے
بازوئے حضرتِ عباسؑ دلاور دیدے
الفتِ آل نبیؐ جس میں ہو وہ دل ہو عطا
جو نہ خم ہو درِ ابلیس پہ وہ سر دیدے
اس کے ماتم کو مسلمان بتائیں بدعت
جو مسلماں کیلئے اپنا بھرا گھر دیدے
گرمیٔ حشر میں تپتی ہوئی روحوں کو رضاؔ
کچھ نہ دے سایۂ دامانِ پیمبرؐ دیدے

سبق شروع کرنے سے پہلے کی دعا

اَللّٰھُمَّ اَخرِجنِی مِن ظُلُمَاتِ الوَھمِ

اے اللہ! مجھے وہم وگمان کی تاریکی سے نکال

وَاَکرِمنِی بِنُورِ الفَھمِ

اور مجھے علم وہنر کی روشنی دے

اَللّٰھُمَّ افتَح عَلَینَا اَبوَابَ رَحمَتِکَ

اے اللہ! ہم پر اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دے

وَانشُر عَلَینَاخَزَائِنَ عُلُومِکَ

اور ہم پر اپنے علوم کے خزانے بکھیر دے

بِرَحمَتِکَ یَا اَرحَمَ الرَّاحِمِینَ

اپنی رحمتوں سے اے رحمٰن ورحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍوَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

الٰہی (ہمارے سردار) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر رحمت بھیج

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

لا الہ الا اللہ دین اسلام اور ہر مسلمان کے ایمان کی روح ہے، مسلمان وہی ہوتا ہے جو لا الہ الا اللہ پر یقین کامل رکھے لا الہ الا اللہ کے معنی ہیں ''نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے''

''لا'' کے معنی ''نہیں'' کے ہیں۔ ''الہ'' کے معنی معبود یعنی اللہ کے ہیں۔ ''الا اللہ'' کے معنی سوائے اللہ'' کے ہیں۔ یعنی ہر مسلمان پہلے تمام دوسرے خداؤں کے وجود کا انکار کرتا ہے اور پھر اللہ کا اقرار کرتا ہے اور اذان و اقامت میں اس کی گواہی دیتے ہوئے اعلان کرتا ہے۔ ''اشہد ان لا الہ الا اللہ'' (میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے) اور اذان و اقامت کا اختتام بھی ''لا الہ الا اللہ'' پر ہی ہوتا ہے اس طرح ہم ایک بار اور یاد کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے۔ ہم صرف اس کے بندے ہیں اور ہر کام اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرتے ہیں۔

امام علی رضا علیہ السلام جب ''مامون رشید'' کے طلب کرنے پر مدینہ منورہ سے ایران کے شہر خراسان جا رہے تھے تو آپ کا گزر شہر نیشاپور سے ہوا اور وہاں کے لوگوں نے امامؑ سے کوئی حدیث تعلیم کرنے کی فرمائش کی تو امامؑ نے یہ حدیث سنائی:

کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' سے متعلق میں نے اپنے والد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے انہوں نے اپنے والد امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے والد امام زین العابدین علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے والد شہید کربلا امام حسین علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے والد امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے اور انہوں نے پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ ''جبرئیل نے آپؐ تک اللہ کا یہ پیغام پہنچایا ہے کہ کلمہ (لا الہ الا اللہ) میرا (اللہ کا) قلعہ ہے جو اس کلمہ کو پڑھے گا وہ میرے قلعہ میں داخل ہوگا اور جو بھی میرے قلعہ میں داخل ہوگا وہ میرے عذاب سے محفوظ ہوگا''

پھر تھوڑی دیر کے بعد فرمایا:

لیکن کچھ شرطوں کے ساتھ' اور اس کی ایک شرط ہم ہیں۔ یعنی یہ کہ آپ ہماری (ائمہ اطہار علیہم السلام کی) پیروی کریں۔

اس موقع پر تقریباً ۸۰؍ ہزار لوگوں نے اس حدیث کو نقل کیا۔ یہ ''حدیث سلسلۃ الذہب'' کے نام سے بھی معروف ہے۔

سوچو...اور جواب دو:

۱) کلمہ کے معنی کیا ہیں؟ اذان اور اقامت میں ہم کیا گواہی دیتے ہیں؟

۲) کلمہ کے متعلق امام علی رضاؑ نے کون سی حدیث سنائی اور کیا فرمایا؟

۳) ائمہ کی پیروی کے بغیر کیا ہم قلعہ میں داخل اور عذاب خدا سے محفوظ رہ سکتے ہیں؟

خالی جگہ پر کریں :

۱) لا الہ الا اللہ دین اسلام اور ہر .... کے ایمان کی روح ہے (مشرک ‘ بے دین‘ مسلمان‘ دیندار)

۲) ہر کام ....خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرتے ہیں ۔ (لوگوں کی ۔ گھر والوں کی ۔ اللہ کی)

۳) اشہدان لا الہ الا اللہ ‘‘ (میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے ....کے)۔ (انسان ۔ فرشتہ ۔ اللہ)

دیے گئے الفاظ کی مدد سے جملے بناؤ :

معبود ۔ مسلمان ۔ ایمان ۔ شرک ۔ خوشنودی ۔ گواہی ۔ اذان ۔ اقامت ۔
امام ہشتم ۔ خراسان ۔ مامون ۔ حدیث

سبق ۴

کیا ہم اللہ کو دیکھ سکتے ہیں؟

سائیکل کی اس تصویر کو غور سے دیکھیں! آپ کو سائیکل کے کون کون سے پرزے دکھائی دے رہے ہیں؟ لیمپ، ہینڈل، پیڈل، سیٹ، پہیے وغیرہ' لیکن کیا یہ سائیکل سوچ اور سمجھ سکتی ہے؟ کیا وہ خود سے راستہ طے کر سکتی ہے؟ یقیناً نہ تو وہ سوچ سمجھ سکتی ہے اور نہ ہی خود سے راستہ طے کر سکتی ہے۔

یہ محمود کی تصویر ہے وہ خود اپنی تصویر بنا رہا ہے کیا محمود سوچ سمجھ سکتا ہے؟ کیا وہ اپنے فیصلے خود کر سکتا ہے؟ یقیناً محمود سوچ سمجھ سکتا اور اپنے فیصلے خود کر سکتا ہے لیکن کیا ہم اس کی سوچ سمجھ کو دیکھ سکتے ہیں؟ ہم یقیناً محمود کی سوچ سمجھ نہیں دیکھ سکتے تو کیا اس کا مطلب ہے کہ وہ سوچ سمجھ نہیں رکھتا؟

اس کے پاس سوچ سمجھ ہے اور اس کی دلیل اس کا فن اور ہنر ہے اس سے ہم اس کی سوچ سمجھ کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

عقل ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھی جا سکتی کیونکہ آنکھیں صرف ٹھوس (سخت) یا سیال (بہنے والی) اشیاء کو ہی دیکھ سکتی ہیں اور عقل ٹھوس یا سیال اشیاء میں سے نہیں ہے اس کو پہچاننے کے لیے اس کے آثار اور

نشانیوں کو دیکھنا ہوگا۔ اللہ تبارک تعالیٰ بھی ہمیں ان ظاہری آنکھوں سے نہیں دکھائی دے سکتا لیکن ہم اس کی نشانیوں کو دیکھ کر اسے پہچان سکتے ہیں اور اس دنیا کی ہر ایک شے سے اس کی شان کبریائی ظاہر ہے جو ہمیں اللہ تعالیٰ کو پہچاننے پر مجبور کرتی ہے انھیں دیکھ کر ہم اسکی ذات پر یقین کر سکتے ہیں۔

سوچو...اور جواب دو :

۱) سائیکل اور محمود میں کیا فرق ہے؟

۲) کیا اللہ تعالیٰ موجود ہے؟ جب ہے تو ہم کیوں نہیں دیکھ سکتے ؟

۳) بغیر دیکھے ہم اس کے وجود پر کیسے یقین کر سکتے ہیں؟

ذیل کے جملوں کو مکمل کریئے :

۱) عقل..................................سے نہیں دیکھی جا سکتی

۲) کیونکہ آنکھیں صرف............اشیاء کو ہی دیکھ سکتی ہیں

۳) عقل..................................میں سے نہیں ہے۔

۴) اللہ تبارک تعالیٰ بھی ہمیں.......................نہیں دکھائی دے سکتا۔

۵) لیکن ہم اس کی.................................اسے پہچان سکتے ہیں۔

دیے گئے الفاظ کی مدد سے جملے بناؤ

شان - دلیل - فن - ہنر - آثار - یقین

محمود - نشانیاں - نمایاں - کریم

باغ کی سیر

ایک دن حسن اور سعید اپنے ابو کے ساتھ سیر کی غرض سے باغ کی طرف گئے ، باغ بے حد خوبصورت تھا۔ اونچے اونچے پیڑ تھے ، رنگ برنگے پھولوں کے پودے تھے۔ باغ کے بیچ میں صاف شفاف پانی والا تالاب تھا، اس میں بطخیں نہایت آسانی کے ساتھ تیر رہی تھیں، کبھی کبھار وہ اپنی چونچ پانی میں ڈالتیں اور کوئی چیز چونچ سے پکڑ کر کھانے لگتیں۔

حسن اور سعید یہ نظارہ بڑی دلچسپی سے دیکھ رہے تھے، حسن نے اپنے بھائی سے کہا ''سعید دیکھو بطخیں کتنی آسانی سے تیر رہی ہیں۔ کیا تم بھی اس طرح تیر سکتے ہو؟''

''اس بطخ کو دیکھو جو پانی سے باہر نکل آئی ہے اور اپنے پر جھٹک رہی ہے، اس کے پر دیکھو بالکل سوکھے ہیں، جیسے وہ پانی میں تھی ہی نہیں۔ بطخ کے پر پانی میں کیوں نہیں بھیگتے ؟ وہ دیکھو، وہ بطخ اڑ رہی ہے، اگر بطخ کے پر پانی میں بھیگے ہوتے تو وہ اڑ نہیں سکتی۔''

سعید نے بطخوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ''ٹھیک کہتے ہو، ایسا معلوم ہوتا ہے بطخ کے پر پانی میں

بالکل نہیں بھیگے ایسا کیوں ہوتا ہے؟ میں نہیں جانتا، چلو ابو سے پوچھیں"۔

حسن اور سعید دوڑتے ہوئے اپنے والد کے پاس پہنچے اور کہا "ابو، دیکھیے بطخیں پانی میں کس طرح تیر رہی ہیں، ان کے پر بھیگتے تک نہیں، ہمیں بتائیے کہ پانی میں رہنے کے باوجود بطخوں کے پر کیوں نہیں بھیگتے؟"

تینوں تالاب کے قریب پہنچے، حسن اور سعید کے والد نے ان سے کہا، شاباش، یہ بڑی اچھی بات ہے کہ تم جو بات نہیں جانتے وہ دوسروں سے سیکھنا چاہتے ہو، اس طرح تمہاری معلومات میں اضافہ ہوگا۔ بطخوں کے پر اس لئے نہیں بھیگتے کہ وہ چکنے ہوتے ہیں۔ پانی چکنائی پر نہیں ٹھہرتا، پھسل جاتا ہے۔ بطخوں کے پر اسی وجہ سے نہیں بھیگتے۔ حسن اور سعید کے والد نے انہیں سمجھایا، اگر بطخوں کے پر چکنے نہ ہوتے تو بھیگ جاتے اور وزنی ہو جاتے تب بطخیں پانی میں نہ تو آسانی سے تیر سکتی تھیں اور نہ ہی ہوا میں اڑ بھی نہ سکتی تھیں۔

سعید نے کہا: ابو! بطخوں کو یہ نعمت کس نے دی ہے؟ بطخیں خود سے تو ایسا کر نہیں سکتیں۔؟

والد نے کہا "بے شک، بطخوں کو یہ نعمت اللہ تعالیٰ نے دی ہے جو بڑا ہی مہربان' نہایت رحم والا اور تمام باتوں کو جانتا ہے۔ اللہ نے بطخ کو پانی میں تیرنے کے لئے خلق کیا، لہٰذا اللہ نے بطخوں کو اس طرح پیدا کیا کہ اس کے پر ہمیشہ چکنے رہیں، تاکہ پانی پھسل جائے اور وہ آسانی سے پانی میں تیر سکیں اور ہوا میں بھی اڑ سکیں۔

الفاظ و معانی :

رنگ برنگے	مختلف رنگ کے
صاف شفاف	صاف ستھرا

سوچو...اور جواب دو :

ا) ہم سب کا خالق کون ہے؟

۱ جب بطخ پانی سے باہر نکلی تو داؤد نے اپنے بھائی سے کیا کہا؟

۲ سعید نے کیا جواب دیا؟

۳ حسن اور سعید نے اپنے والد سے کیا پوچھا؟ ان کے والد نے ان سے کیا کہا؟

۴ بطخوں کو کونسی نعمت حاصل ہے؟ یہ نعمت بطخوں کو کس نے دی؟

نیچے دیے گئے الفاظ کو جملوں میں استعمال کرو

نعمت - مہربان - اچھی بات - دلچسپی - تالاب - صاف شفاف

بیان کیے گئے الفاظ کی مدد سے جملے مکمل کرو

۱. ہماری ضرورتوں کو.................سمجھتا ہے۔ (انسان۔فرشتہ۔اللہ)

۲. بطخیں پر بھیگنے کی وجہ سے.............نہیں سکتیں۔ (اڑ۔دوڑ۔تیر)

۳. ان کے پروں پر چکنائی ....نے لگائی ہے۔

(اس کے مالک نے۔نر و مادہ نے۔خدا نے)

سبق ٦

انسانی بقا

جب ہم زمین میں کوئی بیج بوتے ہیں اور پانی دیتے ہیں تو کیا آپ جانتے ہیں کہ کیا تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں؟ بیج زمین کے اندر کن کن مرحلوں سے گزرتا ہے؟ کیا اس کی یہ تبدیلیاں مقررہ طریقے سے ہوتی ہیں؟ اور کیا وہ کوئی مقررہ شکل اختیار کرتا ہے؟ درحقیقت ہر بیج کا ابتدا ہی سے ایک مقصد ہوتا ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنے یا اس نشانہ تک پہنچنے کے لئے بیج پھلتا پھولتا ہے۔ مثال کے طور پر گیہوں کے بیج کو لے لیجئے۔ بوئے جانے کے بعد بیج زمین میں جڑ پکڑتا ہے پھر کونپل پھوٹتی ہے اور وہ زمین کے اوپر بڑھنے لگتا ہے اور پھر اس کے پتے نکلتے ہیں اور اس سے بالیاں پھوٹتی ہیں ایک ایک بالی میں گیہوں کے بے شمار دانے ہوتے ہیں۔ اس طرح گیہوں کے ایک بیج سے سینکڑوں دانے پیدا ہوتے ہیں۔ ہم ان بالیوں کو اتار کر ان سے گیہوں کے دانے نکالتے اور اس گیہوں کا آٹا بناتے ہیں اور آٹے سے روٹی اور دوسری بے شمار کھانے کی چیزیں بنتی ہیں تمام پودے اسی طرح پھلتے اور پھولتے ہیں اور اپنے نشانے کی جانب بڑھتے ہیں یہ تمام مراحل اللہ کی طرف سے مقرر کیے گئے ہیں۔

جب آپ سیب کا پیڑ لگاتے ہیں تو آپ شروع ہی سے جانتے ہیں کہ سیب کے ننھے سے بیج کو بونے سے کیا ہوگا، ننھا بیج پودے میں اور پودا پیڑ میں بدلے گا اور پیڑ میں بے شمار پھل (سیب) لگیں گے اور لوگ اس لذیذ پھل کو کھا کر خوش ہوں گے۔

اللہ ہی نے تمام چیزیں خلق کی ہیں اور اللہ ہی نے ہر چیز کی نشوونما کا ایک طریقہ مقرر کیا ہے اور ہر چیز آسانی سے اس مقررہ طریقے سے پھلتی پھولتی اور نشونما کرتی ہے۔

تمام پودوں کو بڑھنے کے لئے پانی روشنی اور ہوا کی ضرورت ہوتی ہے اور اللہ نے پیڑ پودوں کو بڑھنے اور پھلنے پھولنے کے لئے پانی، روشنی اور ہوا خلق کیا ہے۔

انسان کی نشوونما بھی ٹھیک اسی طرح ہوتی ہے؟ کیا آپ جانتے ہیں کہ انسان کی نشوونما کیسے ہوتی ہے؟ کیا آپ جانتے ہیں کہ انسان کے دل ودماغ اور روح کے لئے ضروری چیزوں سے کون واقف ہے ؟ کیا آپ جانتے ہیں کہ انسان کو کامل انسان بننے کے لئے ضروری چیزوں سے کون واقف ہے؟

اللہ اور صرف اللہ ہی ان تمام چیزوں سے واقف ہے۔صرف اللہ ہی انسان کی فطرت کے راز جانتا ہے، اللہ ہی انسان کی زندگی اور آخرت کے حالات سے واقف ہے۔

اللہ نے تمام انسانوں کو ایک مقصد کے تحت خلق کیا ہے اور اس مقصد تک پہنچنے کے لیے راہ اور رہبر دونوں ہی متعین کیا ہے۔

انبیا الٰہی رہبر ہیں حضرت محمد مصطفیٰؐ کی ذات پر نبوت ختم ہوگئی لیکن انسان تو باقی تھے اس لیے رہبر کی ضرورت بھی باقی تھی اللہ نے انسانوں کی رہبری ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے سپرد کردی حقیقت میں ائمہ انبیاء الٰہی کا تسلسل ہیں۔

اللہ نے انسانی بقا کے لیے تمام چیزیں مہیا کی ہیں اس لیے ہمیں چاہیے اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں، پیغمبر اسلام کی ہدایات پر عمل کریں اور قرآن کے احکامات وہدایات کی روشنی میں اپنی زندگی بسر کریں۔

سوچو...اور جواب دو :

۱ پیڑ پودوں کے پھلنے پھولنے کیلئے کونسی چیزیں ضروری ہوتی ہیں؟ یہ چیزیں کس نے پیدا کیں؟
۲ اللہ نے انسان کو کامل انسان بننے کے لئے کامل پروگرام کیسے دیا؟ انسانوں تک سب سے کامل
۳ پروگرام کس نے پہنچایا؟ اللہ انسانوں سے کیا چاہتا ہے؟

الفاظ و معانی :

نشونما	بالیدگی، پھولنا، پھلنا، پرورش پانا،

نیچے دیے گئے الفاظ کو جملوں میں استعمال کرو :

کتاب - قرآن - احکامات - مذہب - کامل - ضروری

بیان کیے گئے الفاظ کی مدد سے جملے مکمل کرو :

(کسان۔زمین۔فرشتہ۔خدا)

۱. کسان بیج بوتا ہے مگر اگاتا..........ہے۔
۲. انسانی بقا کی.........کامل.........اپنے آخری.........کے ذریعے بھیجا۔
۳. یہ کامل پروگرام.........ہے اور اللہ چاہتا ہے کہ.........کو قبول کریں۔

جمع :

فرشتہ - کھیت - انسان - حیوان - حکم - چیز

سبق ۷

حیاتِ طیبہؐ کے ابتدائی چالیس سال

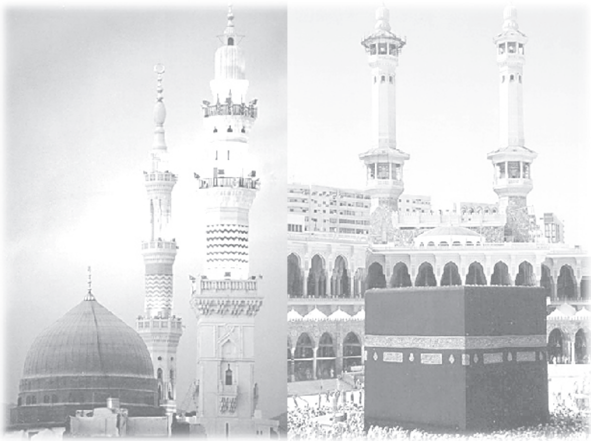

عہدِ طفلی : پیغمبر آخرالزماںؐ کے والد حضرت عبداللہ کا انتقال آپؐ کی ولادت سے پہلے ہی ہوگیا جب آپؐ کی عمر چھ سال ہوئی تو آپؐ کی والدہ حضرت آمنہ نے اپنے شوہر کے مزار کی زیارت کا ارادہ کیا اور آپؐ کو ساتھ لے کر یثرب گئیں۔ ام ایمن بھی اس سفر میں آپؐ کے ہمراہ تھیں' یثرب سے واپسی کے سفر میں ''ابوا'' نامی جگہ پر حضرت آمنہ بھی انتقال کرگئیں۔ آپ کی تدفین ابوا ہی میں ہوئی' والدہ کے انتقال کے بعد آپؐ اپنے دادا حضرت عبدالمطّلب کے ساتھ رہنے لگے' چند سال بعد جب حضرت عبدالمطلب بھی انتقال کر گئے تو آپؐ کو بے حد ملال ہوا۔

حضرت عبدالمطلب کے انتقال کے بعد پیغمبر اپنے چچا حضرت ابوطالبؑ کی کفالت میں آگئے۔

عہدِ شباب : پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی عمر کے اس حصے میں نبوت کا اعلان تو نہ کیا لیکن اعلانِ نبوت کے لئے اہلِ عرب کے مزاج اور ذہن کو تیار کرنے میں لگ گئے۔ آپؐ نے اپنے حسنِ اخلاق، دیانتداری، غربا پروری سے اہلِ مکہ میں مثالی مقبولیت حاصل کر لی' یہاں تک کہ اہلِ مکہ آپ کو

''صادق'' اور'امین کہنے لگے۔ مکہ معظّمہ میں کئی قبیلے آباد تھے' ہر قبیلے کا علیحدہ محلّہ اور سردار تھا' لیکن تمام قبیلے اوران کے سردار پیغمبر آخرالزماں ﷺ کے حسن اخلاق اور بلند کردار کا احترام کرتے تھے اور آپؐ کو'صادق' اور'امین' تسلیم کرتے تھے۔

عقد نکاح: حضرت خدیجہ نے حضرت محمد ﷺ کی ایمانداری اور حسن اخلاق کے چرچے سن رکھے تھے لیکن حضرت محمد ﷺ اس وقت تک کوئی تجارتی قافلہ لے کر سفر پر نہیں گئے تھے۔ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا نے حضرت ابوطالبؑ کے کہنے پر اپنا تجارتی قافلہ حضرت محمد ﷺ کی سرپرستی میں روانہ کیا۔ اور اپنے ایک غلام ''میسرہ'' کو آپؐ کے ساتھ کر دیا۔ حضرت محمد ﷺ کے اس تجارتی قافلے سے بہت زیادہ منافع ہوا، حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کو حضرت محمد ﷺ کی ذہانت اور ایمانداری پر یقین ہو گیا اور آپ حضرت محمد ﷺ کی بے حد عزت کرنے لگیں۔ آپ نے حضرت ابوطالبؑ کے ذریعہ حضرت محمد ﷺ کو عقد کا پیغام بھیجا۔ حضرت محمد ﷺ نے اپنے چچا حضرت ابوطالبؑ کے مشورے سے یہ عقد قبول کر لیا۔ حضرت محمد ﷺ کی جانب سے خطبہ نکاح حضرت ابوطالبؑ نے اور حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کی جانب سے خطبہ نکاح ورقعہ بن نوفل نے پڑھا، حضرت ابوطالبؑ نے اپنے بھتیجے کی جانب سے مہر ادا کیا اور مکہ کے لوگوں کی تین دن ضیافت کی۔ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا نے بھی ضیافت کا اہتمام کیا۔

پیغمبر ﷺ اور حضرت خدیجہؓ کا عقد ہوا آپؐ کے تین بچے ہوئے دو بیٹے' قاسم اور عبداللہ جو طفلی ہی میں انتقال کر گئے اور ایک بیٹی جن کا نام فاطمہ زہرا علیہا السلام ہے آپ سے ہی آنحضرت ﷺ کی نسل چلی آپ سیدۂ نساء العالمین ہیں۔

غار حرا میں عبادت: جب حضرت محمدؐ عبادت کے لئے جبل النور کے غار ''حرا'' جاتے اور کئی کئی دن وہیں قیام فرماتے تو آپ کی ضروریات زندگی حضرت خدیجہ حضرت علی علیہ السلام کے ذریعہ بھیجتی تھیں۔ حضرت محمدؐ نے اپنے رسول ہونے کی اطلاع سب سے پہلے حضرت خدیجہ ہی کو دی تھی اور حضرت خدیجہ ہی نے سب سے پہلے مذہب اسلام قبول کیا۔

اہل مکہ کا بائیکاٹ: جب اہل قریش نے حضرت محمدؐ اور آپ پر ایمان لانے والوں کا بائیکاٹ کر دیا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے خاندان کے ساتھ شعب ابوطالب پر رہنے لگے تو حضرت خدیجہ بھی آپ کے ہمراہ تھیں اور آپ ہی کی دولت سے تین سال تک اس پہاڑی پر گزارا ہوا تھا۔

حضرت خدیجہ کا انتقال ۶۱۹ء میں ہوا۔ اسی سال حضرت ابوطالبؑ بھی انتقال کر گئے۔ اس لیے حضرت محمدؐ نے اس سال کو "عام الحزن" یعنی "غم کا سال" قرار دیا۔

الفاظ و معانی:

ضیافت	دعوت، کھانا کھلانا، مہمانی
جبل نور	شہر مکہ میں واقع ایک پہاڑی کا نام
کفالت	ذمہ داری، ضمانت
علیحدہ	جدا، الگ
مقبولیت	قبولیت، عجابت، منظوری
ملال	رنج
امین	امانتدار
صادق	سچا
منافع	فائدہ

سوچو...اور جواب دو :

۱. اعلان نبوت سے قبل پیغمبر آخر الزماں کے حالات زندگی مختصر طور پر بیان کیجئے؟
۲. رسول خداؐ کو صادق اور امین کا لقب کن لوگوں نے اور کیوں دیا تھا؟
۳. رسول خداؐ اعلان نبوت سے قبل کس پہاڑ پر جایا کرتے تھے اور وہاں کیا کرتے تھے؟
۴. حضرت خدیجۃ الکبریٰ کون تھیں؟
۵. حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت خدیجہ نے کونسی ذمہ داری سونپی؟ اس کا کیا نتیجہ نکلا؟
۶. حضرت خدیجہ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا عقد کس کس نے پڑھا؟

خالی جگہیں پر کرو :

۱. جب حضرت محمدؐ عبادت کے لئے ....جاتے اور کئی دن وہیں قیام فرماتے تو آپ کی ضروریات زندگی..................کے ذریعہ بھیجتی تھیں۔
۲. جب اہل قریش نے حضرت محمدؐ اور آپ پر ایمان لانے والوں کا ....اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خاندان کے ساتھ..................پر رہنے لگے۔
۳. حضرت خدیجہ کا انتقال.................اسی سال حضرت ابو طالبؑ بھی انتقال کر گئے۔اس لیے حضرت محمدؐ نے اس سال....................غم کا سال'' قرار دیا۔

نیچے دیے گئے الفاظ کو جملے میں استعمال کرو :

عقد- عام الحزن - انتقال - ضیافت - فیاضی

تجارت - رغبت - خدیجہؑ - مکہ

سبق ۸

دعوت ذوالعشیرہ

بعثت کے بعد تین سال تک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پوشیدہ طور پر دین اسلام کی تبلیغ کرتے رہے، مکہ معظّمہ کی گلی کوچوں میں آپؐ لوگوں کو دین اسلام کے متعلق بتاتے ،بعض سمجھدار لوگوں کو یہ بھی بتاتے کہ آپؐ اللہ کے پیغمبر ہیں، بت پرستی، ظلم و جہالت کی مذمت بھی کرتے۔ آپؐ فرماتے:

''میں اللہ کا آخری پیغمبر ہوں، اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم لوگوں کی ہدایت کروں اور خدائے وحدہٗ لاشریک' کی طرف تمہاری رہنمائی کروں''۔

ان تین برسوں کے دوران آپؐ کی کوششوں کے نتیجے میں کئی لوگوں نے اسلام قبول کرلیا اور خفیہ طور پر مسلمان ہوگئے۔ تب اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حکم دیا کہ ''اے محمدؐ اب تم اپنے رشتہ داروں کو دین اسلام کی دعوت دو''۔

حضرت محمدؐ نے اپنے قریب ترین چالیس رشتہ داروں کو اپنے گھر مدعو کیا اور جب وہ آئے تو آپؐ نے ان کا خندہ پیشانی سے استقبال کیا، تناول طعام کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کھڑے ہوکر کہا میں آپ لوگوں سے کچھ کہنا چاہتا ہوں لیکن مہمانوں میں سے ایک نے آپؐ کو روک دیا۔ یہ شخص آپؐ کا چچا ''ابولہب'' تھا۔

ابولہب نے کہا، خبردار! کہیں محمدؐ کا جادو تم لوگوں پر بھی نہ چل جائے۔ یہ کہہ کر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ ہی دوسرے تمام لوگ بھی کھڑے ہوگئے۔

گھر سے باہر نکلتے وقت وہ لوگ آپس میں بات کرنے لگے ''کیا تم نے دیکھا کہ محمدؐ نے ہماری دعوت کس طرح کی؟ کتنا کم کھانا تھا، لیکن ہم سب شکم سیر ہوگئے اور کتنا لذیذ کھانا تھا''۔

ان میں سے ایک نے کہا یہ کیسے ممکن ہوا کہ کھانا اتنا کم تھا پھر بھی ہم شکم سیر ہو گئے؟۔

ایک شخص ابولہب پر غصہ ہو گیا اور اس نے کہا ''تم وہاں سے چلے کیوں آئے؟ ہم سننا چاہتے تھے کہ محمدؐ کیا کہتے ہیں؟ تم کیوں کھڑے ہو گئے اور محمدؐ کی بات سنے بغیر کیوں گھر سے نکل آئے؟''

اس کے بعد حضرت محمدؐ نے ان لوگوں کو دوبارہ مدعو کرنے کا فیصلہ کیا اور حضرت علیؑ سے فرمایا ''اس دن میں انہیں دین اسلام کے متعلق کچھ نہیں بتا سکا۔ ان کی دعوت کا پھر انتظام کرو ان سب کو دوبارہ مدعو کرو۔ اس مرتبہ میں انہیں شاید سمجھا سکوں اور انہیں بت پرستی اور جہالت کے دلدل سے نکال سکوں۔

تمام مہمان دوبارہ جمع ہوئے۔ آپؐ نے پہلے کی مانند سب کا خندہ پیشانی سے استقبال کیا۔ کھانے کے بعد آپؐ نے تمام لوگوں سے بیٹھے رہنے اور آپؐ کی بات سننے کو کہا۔ سب لوگ خاموش بیٹھے رہے۔ لیکن ابولہب اور اس کے بعض ساتھی شرارت پر اتر آئے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے یوں مخاطب ہوئے:

'سنو! میری بات سنو، قسم ہے اللہ کی یہ باتیں تمہارے فائدے ہی کیلئے ہیں، میں اللہ کا آخری پیغمبر ہوں، اور تمہارے اور ساری دنیا کیلئے اللہ کا پیغام لایا ہوں، یہ پیغام نجات اور خوشحالی کا پیغام ہے، آخرت میں تم لوگوں کو تمہارے نیک اعمال کا اجر ملے گا اور برے اعمال کیلئے سزا ملے گی۔ نیک لوگ جنت میں عیش و آرام کی زندگی بسر کریں گے اور برے لوگ جہنم میں عذاب جھیلیں گے۔ میں تمہارے لئے اس دنیا کی نعمتیں اور آخرت کا اجر لایا ہوں، اب تک اس سے بہتر باتیں کوئی نہیں لایا۔

'' دین اسلام کی تبلیغ میں' تم میں سے میری مدد کون کرے گا؟ وہی میرا بھائی میرا وزیر اور میرا جانشین ہوگا؟ تمام لوگ خاموش رہے کسی نے نصرت کی حامی نہیں بھری۔ صرف حضرت علیؑ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کی تائید و نصرت کروں گا''۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کی طرف دیکھا اور اپنا سوال دہرایا۔ اس مرتبہ بھی سب خاموش رہے اور حضرت علیؑ ہی نے کہا ''یارسولؐ میں آپ کی تائید و نصرت کروں گا''۔

حضرت محمدؐ نے وہاں موجود لوگوں پر ایک نظر ڈالی اور حضرت علیؑ کے چمکتے چہرے کو دیکھا اور کہا ’’ میں تم تک اس دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی لایا ہوں ۔ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اللہ کی عبادت اور توحید کی طرف دعوت دوں ۔ اس کام میں میری نصرت کون کرے گا ؟ وہی میرا بھائی ، میرا وزیر، وصی اور میرا جانشین ہوگا۔اس مرتبہ بھی سب خاموش رہے، حضرت علیؑ کھڑے ہوئے اور آپؐ نے کہا ’’یارسولؐ میں آپؐ کی مدد کرنے اور آپؐ کے ہر کام میں آپؐ کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہوں‘‘ ۔ اس مرتبہ حضرت محمدؐ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ تھام لیا اور آپ کی نصرت و تائید قبول فرمائی ۔تمام لوگ دنگ رہ گئے ،آپؐ حاضرین سے مخاطب ہوکر کہنے لگے ،علیؑ میرے بھائی ، میرے وزیر، وصی اور میرے جانشین ہیں، ان کی بات سنو اور اس پر عمل کرو۔

اس پر کئی لوگ ناراض ہوئے اور بعض لوگ چپ رہے۔بعض لوگوں نے کھڑے ہوکر ہنستے ہوئے حضرت ابوطالبؑ سے جو قبیلے کے سردار تھے کہا ’’ آج سے علیؑ تمہارے بھی حاکم ہوگئے ،محمدؐ نے تمہیں تمہارے بیٹے کا حکم ماننے کے لئے کہا ہے۔‘‘

الفاظ و معانی :

وحدہ لاشریک	ایک، اکیلا جس کا کوئی شریک نہ ہو
خفیہ	پوشیدہ
مدعو کرنا	دعوت دینا
شکم سیر ہونا	پیٹ بھر کے کھانا
حامی	حمایت کرنیوالا، مددگار
تناول	کھانا، نوش کرنا

سوچو...اور جواب دو :

۱. بعثت کے بعد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح تبلیغ کیا کرتے تھے؟
۲. بعثت کے تین سال بعد اللہ نے آپؐ کو کیا حکم دیا؟
۳. رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حکم پر کیسے عمل کیا؟
۴. دعوت کے بعد گھر سے نکل کر لوگ آپس میں کیا بات کر رہے تھے؟ انہوں نے ابولہب سے کیا کہا؟
۵. دوسری دعوت میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا کہا؟ آپؐ نے کیا درخواست کی؟
۶. کس نے آپؐ کی اس درخواست کا جواب دیا؟
۷. رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو حضرت علیؑ کے متعلق کیا ہدایت دی؟

نیچے دیے گئے الفاظ کو جملوں میں استعمال کرو :

آخرت - اجرت - نصرت - شکم سیر - ابولہب
مدعو - وصی - وزیر - جانشین

شروع میں بے لگا کر جملہ بناؤ جیسے :

غیرت : بے غیرت　　بے غیرت کو کسی کی آبرو کا خیال نہیں ہوتا
ایمان : اثر : تکلف : تاب

واحد بناو :

جیسے

پیغامات	رجحانات	بیانات	نشانات	خیالات	اثرات	احکامات	تبلیغات
							تبلیغ

سبق ۹

ہجرت

مدینہ کے مسلمانوں کی درخواست پر پیغمبر آخرالزماںؐ نے تبلیغ دین کے لئے اپنے دوصحابیوں کو مدینہ بھیجا۔ان کی تبلیغ کا اتنا اثر ہوا کہ اسی سال مدینہ سے ۷۰ لوگ مکہ آئے انہوں نے عہد کیا اورمشرف بہ اسلام ہوئے۔ یہ عہد دوسرا عہد کہلاتا ہے۔ان لوگوں نے پیغمبر آخرالزماںؐ کو مدینہ آنے کی دعوت دی۔

جب مکہ کے لوگوں نے دیکھا کہ ان کی مخالفت کے باوجود یثرب میں اسلام عروج پارہا ہے تو وہ بے حد مشتعل ہوئے، قریش نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا اوراس مقصد کے لئے ہر قبیلے سے ایک ایک سردار کومنتخب کیا تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کاالزام کسی ایک قبیلے پر نہ آئے۔

اللہ نے اپنے حبیبؐ کو کفارمکہ کے اس منصوبے سے آگاہ کر دیا اور مکہ سے مدینہ ہجرت کا حکم دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بستر پر حضرت علی علیہ السلام کوآرام فرمانے کا حکم دیا تاکہ کفار مکہ سمجھیں کہ آپؐ محوخواب ہیں اور جب کفارمکہ آپؐ کے گھر کونرغے میں لئے رات کو پہرہ دے رہے تھے،تو آپ گھر سے نکلےاور پہرہ دینے والوں پرایک مٹھی خاک اڑائی جس کے باعث وہ آپؐ کو نہیں دیکھ سکے۔

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ
سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ

''ہم نے ایک دیوار ان کے آگے بنادی ہے اورایک دیوار ان کے پیچھے پھراوپر سے ان کوڈھانک دیا ہے

تو وہ کچھ دیکھ ہی نہیں سکتے۔'' (سورۃ یٰسین ۹:۳۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مدینہ کی راہ لی آپؐ کے ہمراہ حضرت ابوبکر تھے، مکہ سے کچھ فاصلے پر آپؐ نے غار ثور میں رات گزارنے کا فیصلہ کیا۔

صبح کفار مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گھر میں گھس پڑے لیکن وہاں آپؐ کے بستر پر حضرت علی علیہ السلام کو محو خواب پایا، تو آپ کی تلاش میں نکل پڑے اور غار ثور تک پہنچے۔ لیکن وہ غار میں داخل نہیں ہوئے کیونکہ ان کے وہاں پہنچنے تک مکڑی نے غار کے منہ پر جالا تان دیا تھا اور کبوتروں نے گھونسلہ بنایا اور انڈے دے دیئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یکم ربیع الاول کی شب مکہ سے روانہ ہوئے اور ۴ ربیع الاول تک غار ثور میں مقیم رہے چوتھی ربیع الاول کو آپؐ غار ثور سے باہر تشریف لائے اور مدینہ کے لیے چل پڑے اور ۸ یا ۱۲ ربیع الاول کو قبا پہنچے جو مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر ہے۔

قبا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسجد قبا کا سنگ بنیاد رکھا جس کا ذکر قرآن مجید میں پہلی مسجد کے طور پر کیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ۱۶، ربیع الاول (۲، جولائی ۶۲۲ء) کو مدینہ میں داخل ہوئے یہی وہ تاریخ ہے کہ جس سے اسلامی تاریخ اور کیلنڈر کا آغاز ہوا۔

اس وقت تک مدینہ کا عام نام یثرب تھا، لیکن آپؐ کے وہاں پہنچنے کے بعد یثرب کا نام ''مدینۃ النبی'' پڑ گیا مدینہ عربی لفظ ہے جس کے معنی شہر کے ہیں، مدینۃ النبی کے معنی نبی کا شہر کے ہیں۔ آج کل یہ شہر ''مدینہ منورہ'' کہلاتا ہے۔ مدینہ میں ایک مسجد تعمیر کی گئی جو مسجد نبوی کہلاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہاں اسلامی حکومت کی داغ بیل ڈالی۔ کفار مکہ اور دوسرے کفار نے مدینہ پر کئی حملے کئے، بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مکہ فتح کیا اس جنگ میں خون کا ایک خطرہ بھی نہیں بہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مکہ میں داخل ہونے کے بعد کفار مکہ کو اختیار دیا کہ وہ چاہیں تو اسلام قبول کر لیں یا اپنے قدیم دین پر قائم رہیں اسلام قبول کرنے کے لئے ظلم زبردستی نہیں کی گئی۔

سوچو...اور جواب دو :

١. رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ کس نے اور کیوں بنایا؟ اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو کہاں جانے کی ہدایت دی؟

٢. رسول اللہ ﷺ کے بستر پر کون سویا؟ جب آپؐ کو یہ معلوم ہوا تو آپؐ نے کیا کیا؟

٣. جب کفار مکہ کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے بستر پر کوئی اور سو رہا ہے تو انہوں نے کیا کیا؟

۴. رسول اللہ ﷺ نے قبا میں کیا کیا؟ آپؐ یثرب میں کب داخل ہوئے؟ اس دن کی کیا اہمیت ہے؟

جملے مکمل کرو :

١. ہم نے ایک دیوار............ہے اور ایک دیوار............ پھر اوپر سے ان کو............ہے تو وہ کچھ............نہیں سکتے۔ (سورۃ یٰسین ٩:٣٦)

٢. صبح کفار مکہ رسول اللہ ﷺ کے............ لیکن وہاں آپؐ کے بستر پر ....محو خواب پایا،

٣. لیکن وہ............نہیں ہوئے کیونکہ ان کے وہاں پہنچنے تک............غار کے منہ پر جالا تان دیا تھا اور کبوتروں............دیئے تھے۔

۴. رسول اللہ ﷺ............مکہ سے روانہ ہوئے اور............تک غار ثور میں مقیم رہے۔

سبق ۱۰

معراج

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ

''وہ خدا (ہر عیب سے) پاک و پاکیزہ ہے جس نے اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام (خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (آسمانی مسجد) تک کی سیر کرائی جس کے چوگرد ہم نے ہر قسم کی برکت مہیا کر رکھی ہے تاکہ ہم اس کو اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائیں۔ اس میں شک نہیں کہ (وہ سب کچھ) سنتا اور دیکھتا ہے۔''

(سورۂ بنی اسرائیل۔ آیت۔۱)

۲۷ رجب المرجب کی رات تھی پیغمبر آخر الزماںؐ حضرت ام ہانی بنت ابو طالبؑ کے گھر میں تھے کہ حضرت جبرئیلؑ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے ساتھ معراج پر لے گئے حضرت جبرئیل سب سے پہلے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ کعبۃ اللہ گئے جہاں آپؐ کی سواری کے لئے براق موجود تھا۔ آپؐ براق پر سوار ہوئے اور کعبۃ اللہ سے مدینہ منورہ گئے مدینہ سے کوہ سینا (جہاں اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تھا) آپؐ وہاں سے بیت اللحم (جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی) گئے اور وہاں سے آپؐ بیت المقدس (یروشلم) گئے جہاں آپؐ کی امامت میں پیغمبروں نے نماز ادا کی۔ بیت المقدس سے آپؐ آسمانوں کی سیر پر تشریف لے گئے۔

آپؐ مسجد اقصیٰ (بلند ترین مسجد جو ٹھیک کعبۃ اللہ کے اوپر ہے) تک پہنچے۔ آپؐ نے نظام شمسی دیکھا اور کئی پیغمبروں سے ملاقات کی۔ آپؐ نے جنت اور جہنم دیکھا اور سدرۃ المنتہیٰ پہنچے یہاں پہنچ کر

حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ یہاں ان کی حد ختم ہوتی ہے، اس سے آگے جانے کی انہیں اجازت نہیں ہے۔

ہمارے چوتھے امام حضرت زین العابدین علیہ السلام سے ایک مرتبہ کسی شخص نے پوچھا ''یا بن رسول اللہ، کیا اللہ کا کوئی مخصوص مقام ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب دیا ''نہیں۔ اس شخص نے پوچھا ''پھر اللہ نے کیوں اپنے پیغمبر کو آسمانوں کی سیر کرائی؟

امامؑ نے فرمایا ''اللہ نے پیغمبر کو معراج کا شرف اس لئے بخشا کہ آپؐ کائنات کی وسعت دیکھ سکیں اور وہ سب سن سکیں جو کسی نے نہ دیکھا تھا نہ سنا۔

سوچو...اور جواب دو :

ا. قرآن مجید کے کس سورے میں معراج کا تذکرہ ہے؟ آیۂ معراج اور اس کا ترجمہ بیان کیجئے

۲. معراج کا واقعہ مختصراً بیان کیجئے؟

۳. امام زین العابدینؑ نے رسول خداؐ کی معراج کا کیا مقصد بتلایا؟

خالی جگہیں پر کریں :

ا. وہ خدا (ہر عیب سے) پاک و پاکیزہ ہے جس نے............مسجد حرام (خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ ....

۲. اس میں شک نہیں کہ...........اور دیکھتا ہے۔ (سورۂ........۔ آیت۔ ا)

۳. ....کی رات تھی پیغمبر آخر الزماںؐ ....بنت ابو طالبؑ کے گھر میں تھے۔

۴. حضرت جبرئیلؑ آئے اور........................معراج پر لے گئے

۵. بیت اللحم........................گئے اور وہاں سے آپ...........گئے

سبق ۱۱

پیغمبر کا جانشین کون ہو سکتا ہے؟

ہوائی جہاز میں تمام مسافر اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے ہیں۔ لیکن پائلٹ (ہوائی جہاز اڑانے والا) بیمار ہے۔

پائلٹ کی جگہ کون لے گا؟ کون مسافروں کو ان کی منزل تک پہنچائے گا؟ کیا مسافروں ہی میں سے کوئی یہ فرض انجام دے گا؟ یا کوئی اور؟

کیا مسافر پائلٹ کی جگہ لینے کے لئے کسی ایسے شخص کو منتخب کریں گے جو ہوائی جہاز اڑانے کے اصولوں سے واقف تک نہیں؟

کیا ایسے شخص پر مسافروں کو بھروسہ ہو سکتا ہے؟ کیا وہ ایسے شخص کے ساتھ پرواز کریں گے؟

پائلٹ کی جگہ کون لے سکتا ہے؟

یقیناً صرف وہی شخص ہی پائلٹ کی جگہ لے سکتا ہے جو ہوائی جہاز اڑانے کے اصولوں سے واقف ہو، اور اس میں مہارت بھی رکھتا ہو۔ وگرنہ وہ خود بھی ہلاک ہو گا اور مسافروں کو بھی ہلاک کر ڈالے گا۔

کیا کوئی ایسا شخص جو لوگوں کی رہبری و ہدایت کے رموز سے آگاہ نہیں پیغمبر کی نیابت کر سکتا ہے؟

کیا کوئی ایسا شخص جو مذہب کے اصولوں کو ٹھیک سے نہیں جانتا، خود گنہگار ہے اور غلطیاں کرتا رہا ہے پیغمبر کا جانشین ہوسکتا ہے؟

کیا ایسے کسی شخص پر لوگ اعتماد کر سکتے ہیں؟

پیغمبر کا جانشین بننے کی صلاحیت کس شخص میں ہوتی ہے؟

جب ہمیں دنیاوی کاموں میں اس کے ماہرین کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کی جگہ کو وہی پُر کر سکتا ہے جو اسی کی طرح کا ماہر ہو تو پھر ہماری ہدایت و رہنمائی کی ضرورتوں کو وہی پر کر سکتا ہے جو پیغمبر کی طرح کار ہدایت میں مہارت رکھتا ہو جس کے پاس علم پیغمبر ہو جو کار ہدایت کے فن و رموز سے واقف ہو! وگرنہ وہ خود بھی ہلاک ہوگا اور جو اس کی رہنمائی میں چلے گا۔

نبی اللہ کی طرف سے معین ہوتا ہے بندوں کو اختیار نہیں کہ وہ کسی کو نبی بنالیں اسی طرح اس کے جانشین کے انتخاب کا اختیار بھی اسی کے پاس ہوتا ہے۔ یقیناً اللہ بہتر جانتا ہے، یہی وجہ ہے کہ صرف اللہ ہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانشین مقرر کر سکتا ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اپنے جانشین کا اعلان کرتا ہے اور اس شخص کا تعارف عوام سے کراتا ہے۔ پیغمبر کے جانشین کو ''امام'' کہتے ہیں، امام معصوم ہوتا ہے۔

امام اللہ کا منتخب کردہ اور معصوم ہوتا ہے۔ کیونکہ امام پیغمبر کی جگہ پر ہوتا ہے پیغمبر اور لوگ بغیر کسی تردید کے اس کی پیروی کرتے ہیں۔

ہمارے بارہ امام ہیں اور وہ سب کے سب معصوم ہیں۔

سوچو...اور جواب دو :

۱ امام کون ہوسکتا ہے؟

۲ کیا کوئی گناہ گار مسلمانوں کا امام ہوسکتا ہے؟ کیوں نہیں؟

۳ ''امام معصوم ہوتا ہے'' اس کا کیا مطلب ہے؟

۴ امام کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟

دیے گئے الفاظ کی مدد سے جملے کامل کرو :

۱. وہی شخص ہی پائلٹ کی جگہ لے سکتا ہے جو..............کے اصولوں سے واقف ہو، اور اس میں مہارت بھی رکھتا ہو۔ (کار چلانے۔کشتی چلانے۔ہوائی جہاز اڑانے)

۲. نبی.........کی طرف سے معین ہوتا ہے (بندوں۔فرشتوں۔لوگوں۔اللہ)

۳. صرف.......ہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانشین مقرر کرسکتا ہے۔

(اصحاب۔امت۔پیغمبر۔اللہ)

۴. پیغمبراللہ.........عمل کرتے ہوئے اپنے جانشین کا اعلان کرتا ہے اور اس شخص کا تعارف عوام سے کراتا ہے۔

(اپنی مرضی سے ۔امت کی خواہش پر۔اللہ کے حکم پر۔
اصحاب کے کہنے پر۔گھر والوں کا خیال کرتے ہوئے)

۵. امام اللہ کا منتخب کردہ اور.........ہوتا ہے۔

(عام انسان۔امیر آدمی۔معصوم)

سبق ۱۲

ہشام بن حکم کا امامت پر استدلال

ایک دن حضرت صادقؑ اپنے ان اصحاب اور شاگردوں کے جھرمٹ میں بیٹھے تھے جنھوں نے حضرت کے علم وفکر سے استفادہ کر کے عظیم علمی ثروت امت مسلمہ کیلئے جمع کر دیا ہے۔ ان میں ہشام بن حکمؒ بھی تھے۔ امامؑ نے ہشام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: عمرو بن عبیدہ سے جو تمہارا مناظرہ ہوا تھا بیان نہیں کرو گے؟

ہشام : حضور کے سامنے دہراتے ہوئے شرم آرہی ہے۔

امامؑ : جو صورحال ہوئی ہو اس کو بیان کرو۔ ''شرم نہ کرو''

ہشام : مجھے یہ خبر ملی کہ عمرو بن عبید مذہبی امور کا متصدی ہو گیا ہے اور مسجد بصرہ میں ایک جلسہ بھی کرتا ہے۔ مجھے یہ بات بہت شاق گزری چنانچہ میں روانہ ہوا اور جمعہ کے دن بصرہ وارد ہوا اور مسجد بصرہ پہنچ کر دیکھا کہ ایک بہت بڑے حلقہ کے درمیان وہ بیٹھا ہوا ہے اور لوگوں کے سوالات کے جوابات دے رہا ہے۔ میں بھی کسی نہ کسی طرح اس کے پاس پہنچ گیا اور اس سے کہا میں ایک مسافر ہوں آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں، کیا آپ مجھے سوال کرنے کی اجازت دیں گے؟

عمرو : ہاں ہاں

ہشام : کیا آپ کے آنکھیں ہیں؟

عمرو : بیٹا یہ کون سا سوال ہے؟ جو چیز تم خود دیکھ رہے ہو اس کے بارے میں سوال کرنے کا کیا فائدہ؟

ہشام : جناب میں تو اسی قسم کے سوال کرونگا آپ جواب مرحمت فرمائیں تو پوچھوں؟

عمر : اچھا پوچھو؟

ہشام : کیا آپ کے آنکھیں ہے؟

عمر : ہاں ہیں!

ہشام : اس سے آپ کیا کام لیتے ہیں؟

عمرو : اس سے رنگوں کو اور انسانوں کو دیکھتا ہوں!

ہشام : کیا آپ کے ناک (بھی) ہے؟

عمرو : ہاں ہے!

ہشام : اس سے آپ کیا کام لیتے ہیں؟

عمرو : سونگھنے کا کام لیتا ہوں!

ہشام : کیا آپ کے پاس منہ ہے؟

عمرو : ہاں ہے!

ہشام : اس سے آپ کیا کام لیتے ہیں؟

عمرو : اس سے چیزوں کو مزہ چکھتا ہوں!

ہشام : کیا آپ کے کان ہے؟

عمرو : ہاں ہے!

ہشام : اس سے آپ کیا کرتے ہیں؟

عمرو : آوازوں کو سنتا ہوں!

ہشام : آپ کے پاس دل ہے؟

عمرو : جی ہاں ہے!

ہشام : اس سے بھلا آپ کیا کام لیتے ہیں؟

عمرو : دل ہر چیز کے پرکھنے کا معیار ہے، جو چیزیں، اعضاء و جوارح پر وارد ہوتی ہیں، دل کے ذریعے ان کے درست اور نا درست ہونے کو جانچا جاتا ہے!

ہشام : کیا کوئی عضو دل سے بے نیاز نہیں؟

عمرو : نہیں!

ہشام : آخر جب سارے اعضاء و جوارح صحیح و سالم ہیں تو پھر دل کی کیا ضرورت ہے؟

عمرو : صاحبزادے جس وقت ان حواس میں سے کوئی اپنے ادراک میں خطا کرتا ہے یا شک میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اسی دل کے طرف رجوع کرتا ہے تا کہ وہ شک کو دور کر دے، تا کہ اطمینان و یقین حاصل ہو جائے!

ہشام : اس کا مطلب یہ ہوا کہ دل حکم خدا سے اعضاء و جوارح کے شک و تر دید کو زائل کرنے والا ہے اور حیرت و غلطی کو دور کرنے والا ہے؟

عمرو : ہاں!

ہشام : بس تو پھر دل کا وجود آدمی کیلئے بہت ضروری چیز ہے؟ دل کے بغیر کسی عضو کی صحیح رہبری نہیں ہو پائے گی؟

عمرو : ہاں اور کیا!

ہشام : اے ابو مروان! خداوند عالم نے تمہارے اعضاء اور حواس کو تو بغیر امام و پیشوا کے نہیں چھوڑا تا کہ شک و تر دید کے وقت وہ امام ان کی رہنمائی کر سکے تو کیا اس پورے انسانی معاشرے کو تمام اختلافات و جہالت کے باوجود خدا بغیر امام و پیشوا کے چھوڑ دے گا؟ اور کوئی ایسا رہبر نہیں معین کرے گا جو لوگوں کی حیرت و غلطیوں کو دور کر دے؟

یہ سن کر عمرو خاموش ہو گیا، تھوڑی دیر کے بعد میری طرف متوجہ ہوا اور بولا :

عمرو : کیا تم ہشام بن حکم تو نہیں ہو؟

ہشام : میں نے کہا جی نہیں!

عمرو : کیا ہشام کے پاس اٹھنے بیٹھنے والوں میں ہو؟

ہشام : نہیں؟

عمرو : اچھا کہاں سے آئے ہو؟

ہشام : میں کوفہ کا رہنے والا ہوں؟

عمرو : تب تو تم ہشام ہی ہو یہ کہہ کر اٹھا اور مجھے اپنی جگہ پر بٹھا دیا اور جب تک میں وہاں رہا کوئی بات نہیں کی!

حضرت امام صادقؑ مسکرائے اور فرمایا : یہ استدلال کا طریقہ تم نے کہاں سے سیکھا؟

ہشام : سرکار کی فیض صحبت ہی سے سیکھا ہے!

امامؑ : خدا کی قسم یہ طریقۂ استدلال صحف ابراہیم وموسیٰ میں تحریر ہے۔ (اصول کافی: ج:۱ص:۱۷)

اس لئے احکام وفرامین الٰہی تک انسان کی دسترسی اسی وقت ممکن ہے جب امت اسلامی کا رہبر رسول خداؐ کے بعد ایسی شخصیت ہو جو اپنے مقام معنوی وعلمی کی اہلیت کی نشاندہی کرے تا کہ خداوند عالم کے دستوروں اور احکام میں ڈائریکٹ جن جزئیات وتفصیلات کا ذکر نہیں ہے لیکن مرحلہ عمل میں انسان اس کا بہرحال محتاج ہے، ان کو بیان کر سکے۔ اور اگر ایسا رہبر نہ ہوا تو امت بھی اپنے اصلی مکتب سے منحرف ہو جائے گی اور منزل سعادت تک پہنچنے سے محروم ہو جائے گی۔

الفاظ ومعانی

مناظرہ	بحث، مباحثہ تکرار
متصدی	دیوان، محاسب
شاق گزرنا	گراں گزرنا
صحف	صحیفہ کی جمع، رسالہ، کتاب

سوچو...اور جواب دو :

۱. ہشام بن حکم کون تھے؟
۲. دل کی بدن میں کیا حیثیت ہے؟
۳. اگر امام نہ ہو تو کیا مشکل پیش آئے گی۔

واحد بتائیے اور جملے میں استعمال کریئے :

جیسے

فرامین		
فرمان	فرمان خدا اور رسول کے فرمان کو بجالانا ہمارا دینی فریضہ ہے	

سوالات	جوابات	اعضا	اختلافات	صحف	تفصیلات

سبق ۱۳

اچھے اور برے کی تمیز

اچھے اور برے، اچھے اور خراب، نیک اور بد، کے معنوں سے ہم واقف ہیں۔ایک نیک اور بھلے آدمی اور ایک گنہگار اور برے آدمی کو ہم آسانی سے پہچان سکتے ہیں۔

اچھے اور نیک آدمی کے اخلاق بھی اچھے ہوں گے، کردار بھی اچھا ہوگا اور ایماندار حق پرست، سچ بولنے والا، انصاب پسند، قابل بھروسہ اور نرم مزاج ہوگا۔لیکن گنہ گار اور برا آدمی بداخلاق، بدتمیز، جھوٹا اور دوسرے لوگوں کو تنگ کرنے والا ہوگا۔کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اچھے اور برے آدمی ایک جیسے ہوتے ہیں؟

بیشتر دوسرے لوگوں کی مانند آپ بھی اچھے آدمیوں ہی کو پسند کرتے ہوں گے اور برے آدمیوں کو ناپسند کرتے ہوں گے۔

اللہ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اچھے کام کرتے ہیں اللہ ان لوگوں کو ناپسند کرتا ہے جو برے کام کرتے ہیں۔اللہ نے لوگوں کو اچھے کام کرنے اور برے کاموں سے منع کرنے کی ہدایت دینے کے لئے پیغمبر بھیجے ہیں۔

اب آپ ان سوالات کے جواب دیں :

۱. کیا اللہ ان لوگوں کو انعام دے گا جو اچھے اور نیک کام کرتے ہیں؟
۲. کیا اللہ ان لوگوں کو سزا دے گا جو برے کام اور گناہ کرتے ہیں؟
۳. کیا اچھے اور نیک لوگوں کو اجر (انعام) اسی دنیا میں ملے گا؟
۴. کیا برے اور گنہگار لوگوں کو سزا اسی دنیا میں ملے گی؟
۵. لوگوں کو ان کو اچھے یا برے اعمال کا اجر یا سزا کہاں ملے گی؟

اللہ کی دی ہوئی اس زندگی کے بعد ایک اور زندگی ہے جو آخرت کہلاتی ہے۔ آخرت میں اچھے اور نیک لوگ، برے اور گناہگار لوگوں سے علیحدہ کئے جائیں گے اور اچھے لوگوں کو ان کے اچھے اور نیک اعمال کا اجر (انعام) ملے گا اور برے اور گنہگار لوگوں کو ان کے اعمال کی سزا ملے گی۔ اگر آخرت نہ ہوتی تو اچھے اور نیک لوگوں کے سامنے اچھے اور نیک کام کرنے کا کوئی مقصد نہ ہوتا کوئی وجہ نہ ہوتی کہ وہ برے کاموں اور گناہ سے پرہیز کریں۔

اگر آخرت نہ ہوتی تو پیغمبروں کی تعلیمات اور ہدایات کا کوئی مقصد نہ ہوتا۔ اچھے اور برے، نیک اور بد، ثواب اور گناہ کے معنی نہ ہوتے۔ اگر آخرت نہ ہوتی تو ہماری زندگی بے کار ہوتی، ہماری تخلیق بے مقصد ہوتی، کیا آپ سوچتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں اس دنیا میں چند دن بسر کرنے کیلئے خلق کیا ہے۔ کیا ہماری تخلیق کا مقصد محض کھانا، پینا، سونا، آرام کرنا، عیش کرنا اور پھر مرجانا ہے۔ اس کے سوا کچھ اور نہیں؟ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ صرف ان کاموں کے لئے ہی ہمیں زندہ رہنا ہے؟

اور اللہ نے محض ان کاموں کے لئے ہی ہمیں خلق کیا ہے؟

قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

تمہاری تخلیق بے مقصد نہیں، تمہیں اس لئے خلق کیا گیا ہے کہ تم اس دنیا میں رہو اور اچھے کام کرو اور نیکی اور بھلائی کا راستہ اختیار کرو۔ تب اس دنیا کی زندگی کے بعد تمہیں آخرت کی زندگی ملے گی جہاں تمہیں تمہارے اعمال کا اجر ملے گا۔

آخرت میں نیک اور اچھے لوگ، گنہگار اور برے لوگوں سے علیحدہ کئے جائیں گے۔ نیک لوگوں کے لئے جنت ہوتی جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ خوش وخرم اور عیش و آرام سے رہیں گے۔ اللہ ان پر مہربان ہوگا۔ لیکن برے اور گنہگار لوگ جہنم بھیجے جائیں گے، جہاں انہیں ان کے گناہوں اور برے کاموں کی سزا ملے گی۔ اللہ پر ان کا غیظ وغضب ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ ایذا اور تکلیف میں مبتلا رہیں گے اور یہ ان کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہوگا وہ سزا کے مستحق ہوں گے۔

الفاظ معانی :

ایذا	تکلیف
خوش وخرم	مسرور، دلشاد، شاداں
غیظ وغضب	سخت غصہ

سوچو...اور جواب دو :

۱ کیا آپ ایک اچھے اور برے آدمی کے فرق کو بتا سکتے ہیں؟
اچھے اور برے آدمی کے اعمال کیا ہیں؟
۲ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اچھے اور برے آدمی ایک جیسے ہیں؟
۳ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ وہ اللہ کی نظر میں ایک جیسے ہیں؟
۴ پیغمبروں نے لوگوں کو کیسے کام کرنے کی ہدایت دی ہے؟
۵ اگر بھلے اور برے آدمی اللہ کی نظر میں ایک جیسے ہوتے تو کیا اللہ پیغمبر بھیجتا؟
۶ کیا لوگوں کو اسی دنیا میں ان کے اعمال کا بھرپور صلہ ملے گا؟ اگر نہیں تو صلہ کہاں ملے گا؟
۷ اگر آخرت نہ ہوتی تو ہماری زندگی کا مقصد کیا ہوتا؟
۸ اس دنیا کے بعد، آخرت کی زندگی ہے۔ یہ یقین کر لینے کے بعد ہمارا فرض کیا ہوگا؟
۱۰ ہمیں اپنی زندگی کس طرح گزارنی چاہیئے؟

نیچے دیے گئے الفاظ کا استعمال کر کے جملے بناؤ :

آخرت - آعمال - صلہ - اجر - گنہگار - ہدایت
خوش خرم - ایذا - غیض وغضب

تقلید

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اصول دین پر دلائل کی بنا پر جانتا اور سمجھتا ہو محض تقلید کی بنا پر ان کا قائل نہ ہو لیکن فروع دین پر عمل کرنے کے لیے ان تین صورتوں میں سے کسی ایک کا اختیار کرنا ضروری ہے

ا۔خود مجتہد ہو ۲۔کسی مجتہد کی تقلید کرے ۳۔احتیاط پر اس طرح عمل کرے کہ اپنے شرعی وظیفہ پر عمل کر لینے کا یقین ہو جائے مثلاً اگر کسی عمل کو بعض مجتہدین حرام جانتے ہوں اور کچھ دوسرے مجتہدین اسی عمل کے متعلق کہتے ہوں کہ حرام نہیں ہے تو اس عمل کو انجام نہ دے۔اور اگر کسی عمل کو بعض واجب یا مستحب سمجھتے ہوں تو اسے بجالائے۔

''تقلید'' احکام میں کسی مجتہد کے فتوے کے مطابق عمل کرنے کا نام ہے اور ایسے مجتہد کی تقلید کرنی چاہیے جو مرد، بالغ، عاقل، شیعہ اثنا عشری، حلال زادہ، زندہ اور عادل ہو اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ایسے مجتہد کی تقلید کرے، جو دنیا پر حریص نہ ہو اور دوسرے مجتہدین سے اعلم ہو یعنی حکم خدا کے سمجھنے میں اپنے زمانہ کے تمام مجتہدین سے زیادہ ماہر ہو۔

مجتہد اور اعلم کو تین طریقوں سے پہچانا جا سکتا ہے

(ا) یہ کہ خود انسان کو یقین ہو جائے یعنی وہ خود اہل علم میں سے ہو اور مجتہد اور اعلم کی تشخیص کر سکتا ہو۔

(ب) یہ کہ دو عادل جو مجتہد اور اعلم کی تشخیص کر سکتے ہوں کسی کے مجتہد یا اعلم ہونے کی تصدیق کریں۔ بشرطیکہ دوسرے دو عادل ماہرین ان کے کہے ہوئے کی مخالفت نہ کریں۔

ج) یہ کہ اہل علم کی ایک جماعت جو مجتہد اور اعلم کی تشخیص کر سکتی ہو اور ان کے کہنے سے اطمینان بھی

حاصل ہو جائے وہ کسی کے مجتہد یا اعلم ہونے کی تصدیق کریں۔

مجتہد کے فتوے کو معلوم کرنے کے چار راستے ہیں:

۱) خود مجتہد سے سننا۔

۲) دو عادل اشخاص سے مجتہد کے فتوے کو سننا۔

۳) ایسے شخص سے سننا جو مورد اطمینان ہونے کے علاوہ سچا بھی ہو۔

۴) مجتہد کے رسالہ عملیہ میں دیکھا جائے جبکہ انسان کو اس رسالہ کے صحیح ہونے پر اطمینان ہو۔

اس کے علاوہ جن مسائل کی انسان کو عموماً ضرورت پڑتی ہے ان کا سیکھنا واجب ہے۔

سوچو...اور جواب دو :

۱. تقلید کیا ہے؟ تقلید کرنا کیوں ضروری ہے؟ کیا اصول دین میں تقلید کی اجازت ہے؟
۲. ایک مجتہد کو کیسا ہونا چاہیے؟
۳. مجتہد یا اعلم کا علم کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے؟
۴. مجتہد کے فتوے پر یقین کی کیا صورت ہے؟

خالی جگہیں پر کریئے :

۱. تقلید کسی..........................مطابق عمل کرنے کا نام ہے
۲. ایسے مجتہد کی تقلید کرنی چاہیے جو..........................اور عادل ہو
۳. خود انسان کو یقین ہو جائے یعنی یہ کہ وہ..........................ہو اور..........................کی تشخیص کر سکتا ہو۔
۴. یہ کہ دو عادل..........................کر سکتے ہوں کسی کے مجتہد یا اعلم ہونے کی تصدیق کریں۔

غسل

غسل کی دو صورتیں ہیں واجب اور مستحب (ا)
غسل کرنے کے دو طریقے ہیں : ترتیبی، ارتماسی

۱. غسل ترتیبی:

اس غسل میں اگر یہ نیت ہو کہ میں فلاں غسل کر رہا ہوں (واجب یا سنت) قربۃً الی اللہ تو کافی ہے۔ غسل کرنے سے پہلے بدن کو اچھی طرح پاک صاف کرنا چاہیئے۔ جب یقین ہو کہ بدن پاک ہو گیا ہو تو سر سے گردن تک پانی ڈالیں، پھر جسم کے داہنے حصہ اور اس کے بعد بائیں حصہ کو دھوئیں اور اور اطمینان کرلیں کہ پانی بدن کے تمام حصوں تک پہنچ چکا ہے (۔ پوری طرح اطمینان کے لیے ایک حصہ کو دھوتے وقت کچھ دوسرا حصہ بھی دھوئیں۔ غسل ترتیبی میں جان بوجھ کر ترتیب میں تبدیلی سے غسل صحیح نہ ہوگا.

۲. غسل ارتماسی :

جس غسل کو بھی انجام دینا چاہتے ہوں (واجب یا سنت) قربۃً الی اللہ کے قصد کے ساتھ پورا بدن پانی میں ڈبو دیں یعنی غوطہ لگائیں، اور اگر پانی کے اندر موجود ہوں تو غوطہ کے وقت اپنے پیروں کو زمین سے آٹھالیں تا کہ تمام جگہ پر پانی پہنچ جائے۔

نوٹ: غسل ارتماسی سے پہلے تمام آعضا بدن کا نجاست سے پاک ہونا ضروری ہے اگرچہ یہ شرط غسل ترتیبی میں نہیں ہے۔

روزے کی حالت میں غسل ارتماسی ممکن نہیں ہے اس لیے کہ اس سے روزہ باطل ہو جائیگا۔

سوچو...اور جواب دو :

۱. غسل کرنے کے کتنے طریقے ہیں؟

۲. کیا روزے کی حالت میں غسل ارتماسی کیا جا سکتا ہے؟

۳. غسل ارتماسی کی ترتیب می جان بوجھ کر تبدیلی کرنے سے غسل صحیح ہوگا؟

(ا) غسل سے متعلق مزید تفصیل بالغان حصہ اول کا مطالعہ کریں۔

حج

گذشتہ سال میں اپنے والدین کے ساتھ فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے سعودی عرب گیا تھا۔ ہمارا سفر نہایت روحانی اور دلچسپ رہا۔ سعودی عرب پہنچنے کے بعد ہم نے مکہ معظّمہ سے قریب واقع مقام میقات پر قیام کیا وہاں ہم نے اپنا عام لباس اتار دیا اور ''احرام'' باندھا۔ احرام سفید کپڑے پر مشتمل تھا جس کی سلائی نہیں کی گئی تھی ۔ جب میں نے احرام باندھ لیا تو میرے والد نے کہا، ''بیٹا اب تم احرام کی حالت میں ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ اب تمہیں صرف اور اللہ ہی کا دھیان کرنا ہوگا۔ دنیاوی خیالات ترک کرنے ہوں گے۔ احرام کی حالت میں جھوٹ نہیں بولنا چاہیے۔ قسم نہیں کھانی چاہیے۔ جانوروں کو ایذا نہیں دینا چاہیے اور کسی سے لڑنا جھگڑنا بھی نہیں چاہیے۔ امید ہے کہ اس طرح تم اپنی خواہشات اور جذبات پر قابو پا سکو اور مستقبل میں بھی یہی رویہ اختیار کرو۔

''بیٹا! حج بیت اللہ، ایک عظیم فریضہ اور عبادت ہے جو انسان کو صبر و تحمل اور ایثار و قربانی کا درس دیتا ہے ۔ یہاں ہمیں صبر و تحمل ایثار و قربانی کے علاوہ، سادگی، مساوات، نرم مزاجی اور خوش اخلاقی کا بھی درس ملتا ہے۔

احرام باندھ لینے کے بعد ہم میقات سے مکہ معظّمہ کے سفر پر دوسرے حجاج کے ہمراہ، لبیک کے روحانی نعرے لگاتے ہوئے روانہ ہوئے ۔ میں یقین نہیں کر سکا کہ مختلف قوموں، رنگ و نسل اور مختلف زبانیں بولنے والے سینکڑوں ہزاروں حاجی سادہ سفید احرام باندھے بیت اللہ کی جانب رواں دواں تھے۔ سب کے ذہنوں میں ایک ہی خیال، سب کی زبانوں پر ایک ہی کلمہ ''لبیک اللھم لبیک'' تھا۔ جیسے ہی ہم مکہ معظّمہ پہنچے پہلے خانہ کعبہ گئے

وہاں پہنچ کر ہم نے طواف کیا۔ طواف کا منظر بھی کتنا روح پرور اور کتنا عظیم تھا۔ ہمارے ذہنوں اور دلوں پر اللہ کا جلال طاری ہو گیا۔

کعبۃ اللہ کے طواف کے بعد ہم نے نماز طواف ادا کی اور پھر صفا و مروہ کے درمیان ''سعی'' کی۔ سعی کے سات پھیرے لگانے کے بعد ہم نے تقصیر کیا اور دوسرے مناسک حج ادا کئے۔ سفر حج کے دوران ہمیں ایک اور فائدہ ہوا، خصوصیت سے میرے والد دوسرے ملکوں سے آئے ہوئے مسلمانوں سے معاشی، سیاسی اور ثقافتی حالات پر تبادلہ خیال کرتے رہے تھے۔ اس طرح ہم ان کے اور وہ ہمارے مسائل سے آگاہ ہو سکے۔ سفر حج سے جب ہم وطن لوٹے تو میرے والد نے ان کے دوستوں سے ان امور پر گفتگو کی تھی۔ اس طرح ان معلومات سے ہم سب کو فائدہ ہوا۔ جو مسلمان حج ادا کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں ان پر زندگی میں کم سے کم ایک مرتبہ حج کی ادائیگی فرض ہوتی ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے:

''جو مسلمان واجب حج کسی شرعی عذر کے بغیر ادا نہیں کرتا روز محشر غیر مسلمانوں میں شمار نہیں کیا جائے گا''۔ (عمرہ وحج کے مخصوص احکام کیلئے مناسک حج کا مطالعہ ضروری ہے)

الفاظ و معانی :

تحمل	برداشت
ایثار	اپنے سے دوسرے کا فائدہ مقدم جاننا
مساوات	برابری
میقات	وہ جگہ جہاں سے مکہ جانے والے حج کا احرام باندھتے ہیں
مناسک	منسک کی جمع: حج کے ارکان

طواف	کسی چیز کے گرد پھرنا، کسی مقدس مقام کے گرد چکر کھانا
سعی	صفا و مروہ کے درمیان چکر لگانا (کوشش)
تقصیر	صفا و مروہ کے درمیان سعی کے بعد بال یا ناخن چھوٹے کرنا، کمی، کوتاہی،

سوچو...اور جواب دو :

ا. احرام باندھنے کے بعد کن باتوں کا خیال رکھنا چاہئے؟
٢. حج سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟
٣. مناسک حج ادا کرتے وقت ہمیں کیا یاد آتا ہے؟
۴. حج سے ہمیں کیا فائدہ ہوتا ہے؟
۵. حج کس پر فرض ہے؟
٦. حج کے متعلق امام جعفر صادق علیہ السلام کا کیا قول ہے؟

نیچے دیے گئے الفاظ کو جملے میں استعمال کریے :

مناسک - میقات - حج - کعبہ - مساوات - ایثار و قربانی
صبر و تحمل - طواف - سعی - تقصیر - شیطان

زکوٰۃ

دین اسلام میں زکوٰۃ اہم ترین عبادت ہے۔ زکوٰۃ کے معنی اپنے مال کا ایک مقررہ حصہ اللہ کی راہ میں نکالنا اور غریبوں میں تقسیم کرنا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''اللہ نے دولتمندوں کی دولت میں غریبوں کی ضروریات کا حصہ رکھا ہے'' اگر دولتمند یہ حصہ نکالا کریں تو غریبوں کی ضروریات پوری ہو جائیں گی۔ اگر بعض لوگ غریب ہیں، بھوکے ہیں، ان کے پاس لباس نہیں ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ دولتمندوں نے زکوٰۃ نہیں نکالی ہے۔

قیامت کے دن ہر وہ شخص سزا کا مستحق ہوگا جس نے اپنے مال سے زکوٰۃ نہیں نکالی۔

امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ ''وہ دولتمند شخص جو اپنے مال سے زکوٰۃ نہیں نکالتا وہ مومن نہیں اور مسلمان بھی نہیں ہے''۔

زکوٰۃ کس پر واجب ہے؟

۱) وہ لوگ جن کے کھیت اور باغات ہیں ان کے یہاں کھیتی باڑی ہوتی ہے اور جو، گیہوں کشمش، کھجور وغیرہ کی فصلیں اگاتے ہیں۔ فصل پک جانے پر اس کا ایک حصہ مقررہ نصاب کے مطابق بطور زکوٰۃ نکالنا واجب ہے۔

۲) جو لوگ اپنا روپیہ بھیڑ، بکریوں، اونٹ، گائے، جیسے موشیوں کی پرورش یا افزائش پر لگاتے ہیں جب مویشیوں کی تعداد ''نصاب'' کے برابر ہو جائے تو انہیں نصاب کے مطابق زکوٰۃ نکالنی ہوگی۔

۳) جن لوگو کے پاس سونا، چاندی ہو اور ایک سال کی میعاد میں سونے چاندی کی مقدار نصاب

کے برابر ہو جائے تو نصاب کے مطابق زکوۃ نکالنی ہوگی۔

زکوۃ کے متعلق فصلوں کا نصاب مویشیوں کا نصاب، سونے، چاندی کا نصاب سے متعلق تمام تفصیلات ''توضیح المسائل'' میں مل جائیں گی۔

زکوۃ کس طرح استعمال کی جائے؟

زکوۃ کی رقم مسلم سماج کے لئے فائدہ بخش کاموں یا خدمات کے لئے خرچ کی جاسکتی ہے، مثلاً اسپتالوں کی تعمیر اور دیکھ بھال کے لئے۔ اس طرح ایسے اسپتالوں میں غریب لوگوں کا مفت علاج کیا جاسکتا ہے، انہیں مفت ادویات دی جاسکتی ہیں۔

ناخواندگی دور کرنے کے لئے تعلیمی مراکز اور دینی تعلیم کے لئے دینی مدارس قائم کئے جاسکتے ہیں۔ غریبوں کے لئے گھر تعمیر کئے جاسکتے ہیں معذوروں اور عمر رسیدہ لوگوں کی ضروریات پوری کی جاسکتی ہیں۔

زکوۃ کسی مجتہد جامع الشرائط کی اجازت سے صرف کرنی چاہئے۔

الفاظ معانی :

فائدہ بخش	نفع بخش
معذور	کمزور
نصاب	زکوۃ کی معین مقدار
مویشی	جانور
جامع الشرائط	جس میں تمام شرائط موجود ہوں

سوچو...اور جواب دو :

١. زکوٰۃ کیا ہے؟ زکوٰۃ سے کن لوگوں کی ضروریات پوری کی جاسکتی ہیں؟
٢. غریبوں کی ضروریات کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کیا ارشاد ہے؟
٣. جو دولت مند لوگ زکوٰۃ نہیں نکالتے ان کے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام نے کیا فرمایا ہے؟
٤. زکوٰۃ کن لوگوں پر واجب ہے؟
٥. زکوٰۃ کس کا طرح خرچ کی جائے؟

غلط جملے درست کریئے :

١. زکوٰۃ کی رقم مشرک سماج کیلیئے فائدہ بخش کاموں یا بیکار کاموں میں خرچ کی جاسکتی ہے۔
٢. کلب کی تعمیر اور دیکھ بھال کیلیئے اس طرح ایسے ہوٹلوں پر جہاں فحاشی ہو پر خرچ کیا جاسکتا ہے۔
٣. اس سے بے ایمانوں لئے گھر تعمیر کئے جاسکتے ہیں

خمس

خمس کیا ہے اور کیسے ادا کرنا چاہیے؟

خمس یعنی مال کا پانچواں حصہ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر مسلمان پر دین اسلام کی ترقی کے لئے ہر مسلمان پر اس کی آمدنی کا پانچواں حصہ بطور خمس ادا کرنا واجب ہے۔ یعنی جو لوگ ملازم ہیں اور تنخواہ پاتے ہیں یا تاجر ہیں یا کسی بھی طرح انھیں آمدنی ہوتی ہے ان کے لئے ضروری ہے کہ پہلے وہ اپنے گھر کے اخراجات اس آمدنی سے پورے کریں ایک سال کے اخراجات کے بعد جو روپیہ بچ جائے اس پر خمس ادا کریں مثلاً اگر سال کے آخر میں ایک سو روپے بچ گئے ہوں تو اس کا پانچواں حصہ یعنی ۲۰/روپے بطور خمس ادا کرنا ہوگا۔

خمس کن چیزوں پر واجب ہوتا ہے

خمس سات چیزوں پر واجب ہوتا ہے ۱۔کاروبار وتجارت سے حاصل ہونے والے نفع پر ۲۔کانیں ۳۔دفینہ (خزانہ) ۴۔وہ مال جو حرام میں مخلوط ہوگیا ہو ۵۔جواہرات جو غوطہ خوری سے ہاتھ آئیں ۶۔جنگ کا مال غنیمت ۷۔وہ زمین جسے کافر ذمی مسلمان سے خریدے ان سب چیزوں کے احکام تفصیل کے ساتھ توضیح المسائل میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

ان سب خمس کس کو دیا جائے؟

خمس حاکم شرع کو دیا جائے حاکم شریعت اس رقم کو لوگوں کو اللہ کے راستے پر لانے کے لئے اور مملکت اسلامی کے تحفظ کے لئے خرچ کرتا ہے۔ حاکم شریعت اپنے نمائندوں کو مختلف شہروں اور قریوں کو بھیجتا ہے جو وہاں لوگوں کے حالات کے متعلق معلومات حاصل کرتے ہیں۔

خمس کا استعمال

خمس کے دو حصے ہوتے ہیں ایک حصہ امام کا ہوتا ہے اور دوسرا غریب سادات کا۔

خمس کی رقم سے حاکم شریعت دینی کتابیں شائع کرتا اور انہیں انتہائی کم داموں میں لوگوں تک پہنچاتا ہے۔ دینی رسائل جریدے اور کتابیں وغیرہ بھی اس رقم سے شائع کی جاتی ہیں۔

بچوں اور نوجوانوں کو دینی معلومات بہم پہنچانے کے لئے وہ دینی مدرسوں کا اہتمام بھی کرتا ہے جہاں مفت دینی تعلیم دی جاتی ہے۔ خمس کی رقم سے حاکم شریعت غریب سادات گھرانوں کے بچوں کی کفالت بھی کرتا ہے ۔

سوچو...اور جواب دو :

۱. اللہ نے ہر مسلمان پر کیا فرض کیا ہے؟

۲. حاکم شریعت خمس کی رقم کیسے خرچ کرتا ہے؟

۳. خمس کیا ہے اور کس کو دیا جاتا ہے؟

خالی جگہیں پر کریئے :

۱. ایک سال کے اخراجات کے بعد جو روپیہ بچ جائے...........ادا کریں

۲. خمس کے معنی...............کے ہیں یعنی اگر کسی کے پاس ایک سو روپے بچ گئے ہوں تو یعنی ۲۰/روپے بطور خمس نکالنے ہوں گے.....................

۳. خمس کے دو حصے ہوتے ہیں................اور دوسرا..............خمس کس کو دیا جائے؟

نیچے دیے گئے الفاظ کو جملوں میں استعمال کریئے :

حاکم شریعت - بچت - خرچ - سہم امام - سہم سادات - خمس - شایع کرنا

جہاد

جہاد کے معنی عام طور پر ''اللہ کی راہ میں'' جنگ کرنے کے بتائے جاتے ہیں۔لیکن جہاد کا معنی صرف اتنا ہی نہیں ہے، جہاد کے معنی ''سخت محنت'' کرنے کے، کچھ حاصل کرنے کے لئے ''جدوجہد'' کرنے کے بھی ہیں۔ جہاد دو طریقے کا ہوتا ہے۔

جہاد اصغر

یہ سماجی جہاد ہے جس کے معنی کسی ظالم و جابر حکمراں یا حکومت کے خلاف عدل وانصاف حاصل کر نے کے لئے جدوجہد کرنے کے ہیں۔ یہ جدوجہد کئی طریقوں سے کی جاسکتی ہے۔

۱) جنگ کے ذریعے، جہاد نبی یا امام کی اجازت سے ہوتا ہے۔

۲) ظالم وجابر حاکم یا حکومت کے ہاتھوں ستائے ہوئے مظلوموں کی مالی امداد مہیا کر کے۔

۳) ظالم وجابر حاکم یا حکومت کے ہاتھوں ستائے ہوئے مظلوموں کی تائید میں جذبات کے اظہار کے ذریعے یعنی احتجاج مظاہروں اوراور تحریروں کے ذریعے۔

جہاد اکبر

یہ جہاد ہر مسلمان کے دل و دماغ میں ہوتا ہے۔ یہ نفس اور خواہشات کے خلاف جنگ ہے۔اسلام خواہشات پوری کرنے سے روکتا نہیں لیکن ہر انسان کو اپنی خواہشات کو پوری کرنے کے معاملے میں شرعی احتیاط سے کام لینے کی تاکید کرتا ہے۔

مثال کے طور پر اچھے سے اچھا کھانا کھانے کی خواہش ہر کسی کو ہوتی ہے۔ اور کھانا کھانا حرام نہیں ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ کھانا حلال طریقے سے کمائے گئے روپے سے خریدا گیا ہو۔ اللہ کی نافرمانی سے بچنے کی کوشش جہادِ اکبر ہے۔

سوچو...اور جواب دو :

۱. جہاد کے کیا معنی ہیں؟
۲. جہاد کی کتنی قسمیں ہیں؟
۳. جہادِ اکبر کیا ہے؟

سبق ۲۰

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ

''تم میں سے ایک گروہ ایسا ہو جو خیر کی دعوت دے اور برائیوں سے منع کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔'' (آل عمران:۳، آیت ۱۰۴)

رسول کریم کا ارشاد ہے: ایک وقت ایسا آئیگا جب تمہاری عورتیں خراب ہو جائیں گی اور تمہارے جوان فاسق ہو جائیں گے اور تم امر بالمعروف و نہی عن المنکر چھوڑ دو گے۔

تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ایسا وقت واقعی آنے والا ہے؟ فرمایا: وہ وقت بھی آئے گا جب تم منکر بجا لانے کا حکم دینے لگو گے اور معروف انجام دینے سے روکو گے۔ لوگوں نے کہا کیا ایسا بھی وقت آئیگا؟ فرمایا: ہاں اس سے بھی بدتر یہ کہ تم معروف کو بری نظر سے دیکھو گے اور بری چیزوں کو خیر سمجھنے لگو گے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے معنی لوگوں کو نیکی کی طرف دعوت دینے اور برائی سے روکنے کے ہیں مثلاً اگر کوئی مسلمان واجبات ادا نہ کر رہا ہو نماز نہ پڑھ رہا ہو، روزہ نہ رکھ رہا ہو، زکوۃ نہ دیتا ہو تو ہم پر واجب ہو جاتا ہے کہ اس کو واجبات ادا کرنے کی تاکید کریں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب کفائی ہے یعنی اگر ایک فرد اسے انجام دے دے تو دوسروں پر اس کا وجوب باقی نہیں رہتا اور اگر کوئی بھی انجام

نہ دے تو سب ہی گناہ کے مرتکب ہوں گے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس وقت واجب ہوتا ہے جب:

۱) اجمالی طور پر ہی، اسے خود معلوم ہو کہ درست کیا ہے اور غلط کیا ہے۔
۲) اسے یہ امید ہو کہ اس کی ہدایت پر عمل کیا جائے گا۔
۳) وہ غلط کام کرنے پر مصر ہو۔ اگر اس سے باز آ جانے کی علامتیں دکھائی دیں تو واجب نہیں ہے۔
۴) نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے روکنے کی وجہ سے اسکی جان، آبرو، مال اور کسی طریقے سے مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مراتب

۱) کم از کم دل ہی دل میں اس سے ناپسندیدگی کا اظہار کرے یعنی یہ ظاہر ہو کہ وہ برائی سے نفرت کرتا ہے اور نیکی کو دوست رکھتا ہے۔ اور اس کا مرتکب اسے سمجھ جائے۔
۲) اس کی نصیحت کرے اور بتائے کے پروردگار عالم نافرمانی کرنے والے کی سزا اور اطاعت کرنے والے کے لیے جزا کا اعلان کر چکا ہے
۳) عملی طور پر تنبیہ کرے البتہ اس میں بھی مراتب ہیں ایسی سختی نہ کرے جس کا بالعکس اثر ہو۔
۴) کسی شخص کو حرام سے روکنے کے لئے طاقت کا استعمال، لیکن احتیاط رکھی جائے کہ کسی کو بھی چوٹ نہ آئے۔

سوچو...اور جواب دو :

۱. امر بالمعروف کے کیا معنی ہیں؟
۲. امر بالمعروف تمام مسلمانوں پر کب واجب ہو جاتا ہے؟
۳. نہی عن المنکر کیا معنی ہیں؟
۴. امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا؟
۵. امر بالمعروف کے مراتب کیا ہیں؟

فقہی الفاظ اوران کے معنی

مثال	معنی	الفاظ
نماز، روزہ، خمس، حجاب وغیرہ	کرنا لازمی ہے۔ کوئی ایسا کام جس کا کرنا لازمی ہے نہ کرنے سے عذاب ہوگا	واجب
چوری کرنا، غیر ذبیحہ کھانا، جھوٹ بولنا وغیرہ	جس کو ہرگز نہیں کرنا چاہیے۔ کرنے سے عذاب ہوگا۔	حرام
اذان، امامت، نماز تہجد، تلاوت قرآن مجید، دعا	کرنا بہتر ہے،۔ ایسا کام جس کے کرنے سے ثواب ہو نہ کرنے سے عذاب نہ ہو۔	مستحب
کسی تصویر کے سامنے نماز پڑھنا، کالا جوتا پہننا وغیرہ وغیرہ	نہ کرنا بہتر ہے۔ کوئی ایسا کام جس کا کرنا ناپسندیدہ ہو۔ لیکن کرنے سے عذاب نہ ہو	مکروہ
کھنا پینا رونا مسکرانا وغیرہ	جس کی اجازت ہو	جائز
جہنم	سزا	عذاب
جنت	انعام	ثواب

مثال	معنی	الفاظ
آپ کا مال	قانونی/ جائز جو آپ کی ملکیت یا اس کو استعمال کرنے کیلئے آپ کے پاس مالک کی اجازت ہے	مباح
چوری کا مال اجازت کے بغیر کسی کی کوئی چیز لے لینا	ناجائز غیر قانونی ایسی چیز جو کسی سے اجازت کے بغیر حاصل کی گئی ہو۔مباح کی ضد	غصبی
اگر نماز وضو کے بغیر ادا کی جائے تو نماز باطل ہوگی	غیر درست ایسا کام جو درست طریقے سے نہ کیا گیا ہو۔	باطل
نماز میں قیام، رکوع ،سجدہ ،سب ایک ترتیب سے کیئے جاتے ہیں اگر یہ ترتیب بدل دی جائے تو نماز باطل ہوجائے گی	درست کوئی کام ٹھیک طور سے کرنا	ترتیب

حضرت صالح علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے حضرت صالحؑ کو قوم ثمود کے لئے نبی بنا کر بھیجا۔ثمود کے لوگ پہاڑوں میں بڑی بڑی چٹانیں تراش کر اپنے گھر بناتے اور بتوں کی پوجا کرتے اور ہر سال وہ کسی پہاڑی پر قربانی دیا کرتے تھے۔حضرت صالحؑ نے ان لوگوں کو بتوں اور پہاڑوں کو پوجنے سے منع کیا اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی ہدایت دی۔

لوگوں نے کہا کہ وہ حضرت صالحؑ کی ہدایت پر عمل کرنے کو تیار ہیں اگر حضرت صالحؑ پہاڑیوں کے بیچ سے ایک اونٹنی، بچے کے ساتھ نکال دیں۔

اللہ تعالیٰ نے پہاڑیوں کے بیچ سے ایک اونٹنی اس کے بچے کے ساتھ بھیجی۔

لوگوں سے کہا گیا کہ ایک دن اونٹنی نہر کے ایک کنارے پانی پیئے گی اور لوگ دوسرے کنارے پانی پیئیں گے جس دن اونٹنی پانی پیئے گی اس دن اہل ثمود کے لئے اتنا دودھ دے گی جتنے دودھ کی کہ وہ خواہش کریں گے۔

اہل ثمود نے کبھی ایسی کوئی اونٹنی نہیں دیکھی تھی جو ہر دوسرے دن نہر کا پورا پانی پی لیتی ہو۔اس کے باوجود انھوں نے بتوں کی پرستش ترک نہ کی۔

حضرت صالحؑ نے اہل ثمود کو تنبیہ کی کہ وہ اونٹنی کو تکلیف نہ پہنچائیں، اگر تکلیف پہنچائی تو اللہ انہیں سزا دے گا لیکن غرور اور تکبر کے باعث انہوں نے اونٹنی کو ہلاک کر ڈالا.

اللہ نے آسمان سے بجلی گرائی اور زلزلہ سے دوچار کیا ثمود کے تمام لوگ ہلاک ہوگئے۔صرف حضرت صالحؑ اور آپ کے بعض اصحاب بچ رہے۔

سوچو...اور جواب دو :

۱. قوم ثمود کیا کرتی تھی؟ حضرت صالحؑ سے انہوں نے کیا فرمائش کی؟ اور کیوں کی؟
۲. اہل ثمود نے اونٹنی کے ساتھ کیا کیا؟ اہل ثمود پر اللہ نے کیسا عذاب نازل کیا؟

خالی جگہیں پر کریئے :

۱. اللہ تعالیٰ نے.........................کو قوم..............کے لئے نبی بنا کر بھیجا۔
۲. ثمود کے لوگ...........................تراش کر اپنے گھر بناتے اور.......کی پوجا کرتے اور ہر سال وہ کسی.....................قربانی دیا کرتے تھے۔
۳. حضرت صالحؑ نے ان لوگوں کو...............کو پوجنے سے منع کیا اور صرف...........کی عبادت کرنے کی ہدایت دی۔
۴. اللہ نے آسمان سے..............اور..............کیا ثمود کے تمام لوگ ہلاک ہوگئے۔ صرف حضرت صالحؑ ....بچ رہے۔

ذیل میں دیئے الفاظ کی ضد لکھو :

جیسے :	ہنسنا	موت	دن	آگ	اوپر	اجالا	باطل	برا	موٹا	کالا
	رونا									

نیچے دیے الفاظ کو اپنے جملے میں استعمال کریئے

تکبر - ضد - اونٹنی - پہاڑ - غرور - تکلیف - زلزلہ - بجلی۔

بچہ بول پڑا

عمران نہایت نیک آدمی تھے، آپ کی بیوی کا نام ''حنا'' تھا۔ حنا نے اللہ سے وعدہ کیا کہ جب ان کے یہاں بچہ ہوگا تو اس بچے کو اللہ کی خدمت کے لئے وقف کر دیں گی۔

آپ نے اللہ سے دعا مانگی کہ اللہ آپ کے بچے کو شیطان کے شر سے محفوظ فرمائے۔

جب آپ کے یہاں بیٹی متولد ہوئی تو آپ نے اپنی بیٹی کا نام مریمؑ رکھا۔

حنا اپنے وعدے کو پورا کرنے کے لئے یروشلم گئیں، جہاں انہوں نے حضرت مریمؑ کو حضرت زکریا علیہ السلام کے سپرد کیا۔

حضرت مریمؑ جب بڑی ہوئیں تو عبادت الٰہی میں مصروف رہنے لگیں ایک دن آپ کے پاس ایک فرشتہ آیا، فرشتے نے حضرت مریمؑ سے کہا کہ:

''وہ عنقریب ایک بیٹے کو جنم دیں گی جو عیسیٰؑ ابن مریم کہلائے گا''

فرشتے نے آپ سے کہا کہ یہ بیٹا اللہ کا پیغمبر ہوگا اور عہد طفلی ہی سے بات کرے گا۔

حضرت مریمؑ نے فرشتے سے پوچھا کہ:

''وہ ماں کیسے بن جائیں گی جب کہ ان کی شادی بھی نہیں ہوئی ہے''۔

فرشتے نے آپ سے کہا کہ:

''اللہ قادر مطلق ہے کچھ بھی کرسکتا ہے''۔

حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کے بعد حضرت مریمؑ بے حد پریشان ہوئیں کہ شہر کے لوگوں کو بیٹے کی ولادت کے متعلق کیا اور کیسے بتائیں۔

اللہ نے آپ کو حکم دیا کہ جب لوگ ان سے سوال کریں تو وہ خاموش رہیں اور بچے کو بولنے دیں۔
جب شہر کے لوگوں نے آپ سے بچے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے بچے کی جانب اشارہ کیا اور چپ کھڑی رہیں۔ حضرت عیسیٰؑ نے کہا:

اِنِّیْ عَبْدُاللّٰہِ ط اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا

''میں اللہ کا بندہ ہوں، اللہ نے مجھے کتاب (انجیل) دی ہے اور مجھے پیغمبر بنایا ہے۔''

(سورۂ مریم ۱۹:۳۰)

حضرت عیسیٰؑ نے بڑے ہو کر اپنی امت کو ''وحدہ لاشریک'' پروردگار پر ایمان لانے کے لئے کہا۔
اللہ نے آپ کو معجزے کے بطور مسیحائی بخشی تھی یعنی آپؑ کے چھونے سے بیمار شفایاب اور مردے زندہ ہو جاتے۔

سوچو...اور جواب دو :

۱ حنا نے اللہ سے کیا دعا مانگی اور کیا وعدہ کیا؟
۲ حضرت مریمؑ سے فرشتے نے کیا کہا؟
۳ حضرت عیسیٰؑ کی ولادت پر اللہ نے حضرت مریمؑ کو کیا حکم دیا؟
۴ بچے نے لوگوں کو کیا جواب دیا؟

الفاظ و معانی :

متولد	تولد ہونے والا، پیدا ہونے والا
عہد طفلی	بچپن کا زمانہ
حجرہ	کمرہ

مسیحائی	حضرت عیسیٰ ؑ کے معجزہ والی طاقت (حیات بخشی)
شفایاب	صحت یاب

نیچے دیے گئے الفاظ کو جملوں میں استعمال کریئے :

حجرہ - عہد طفلی - بچپن - شباب - شفایاب - مریمؑ - عیسیٰؑ - فرشتہ - ماں - بیٹا

جملے مکمل کریئے :

۱. وہ عنقریب ایک...............................کہلائے گا‘‘

۲. فرشتے نے آپ سے کہا...............................سے بات کرے گا۔

۳. ’’اللہ...............................کرسکتا ہے‘‘۔

۴. حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کے...............................ہوئیں کہ شہر کے لوگوں ....کیا اور کیسے بتائیں۔

۵. اللہ نے آپ کو حکم دیا کہ... رہیں اور بچے کو بولنے دیں۔

۶. حضرت عیسیٰؑ نے کہا: اِنِّیۡ عَبۡدُاللّٰهِ ط اٰتٰنِی............وَجَعَلَنِی.........

۷. میں اللہ کا.........ہوں، اللہ نے مجھے...............ہے اور مجھے.............بنایا ہے۔

انیس (۱۹) بیٹے

حضرت داؤد علیہ السلام کے انیس (۱۹) بیٹے تھے۔ اللہ نے حضرت داؤدؑ کے لئے زبور نازل فرمائی تھی۔ آپؑ اپنی امت کے بادشاہ بھی ہوئے۔

آپؑ کا ہر بیٹا آپؑ کا جانشین بننا چاہتا تھا۔ اللہ نے حضرت داؤدؑ سے کہا کہ وہ اپنے بیٹوں سے چند سوال پوچھیں۔ جو بیٹا تمام سوالات کے صحیح جواب دے گا وہی آپؑ کا جانشین ہوگا اور تخت و تاج کا وارث ہوگا۔

ایک دن حضرت داؤدؑ نے اپنے تمام درباریوں اور سلطنت کے تمام قبیلوں کے سرداروں اور امراء کی موجودگی میں اپنے تمام بیٹوں کو طلب کیا اور ان سے درج ذیل سوالات پوچھے۔

۱ انسان سے قریب ترین شئے کیا ہے؟

۲ انسان سے دور ترین شئے کیا ہے؟

۳ کونسی دو چیزیں ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہیں؟

۴ سب سے زیادہ حیرت انگیز کیا ہے؟

۵ کونسی دو اشیاء بدلتی نہیں؟

۶ کونسی دو اشیاء ہمیشہ مختلف رہتی ہیں؟

۷ کونسی دو اشیاء ایک دوسرے کے خلاف ہوتی ہیں؟

۸ ایسا کونسا عمل ہے جس کا نتیجہ اچھا ہوتا ہے؟

۹ ایسا کونسا عمل ہے جس کا نتیجہ برا ہوتا ہے؟

حضرت داوٗدؑ کے تمام بیٹوں میں سے صرف آپؑ کے چھوٹے بیٹے حضرت سلیمانؑ نے تمام سوالات کے صحیح جوابات دیئے۔

۱ انسان سے قریب ترین شئے آخرت ہے (موت کسی بھی وقت آسکتی ہے)۔

۲ انسان سے دور ترین وہ وقت ہے جو بیت چکا ہے۔

۳ دو اشیاء جو ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہیں وہ جسم اور روح ہیں۔

۴ سب سے حیرت زدہ شئے لاش (بے روح جسم) ہے۔

۵ دو اشیاء جو نہیں بدلتیں آسمان اور زمین ہیں۔

۶ دو اشیاء جو ہمیشہ مختلف رہتی ہیں دن اور رات ہیں۔

۷ دو اشیاء جو ایک دوسرے کے خلاف ہوتی ہیں موت اور زندگی ہیں۔

۸ وہ عمل جس کا نتیجہ اچھا ہوتا ہے غصے کی حالت میں ''صبر'' ہے۔

۹ وہ عمل جس کا نتیجہ برا ہوتا ہے غصے کی حالت میں ''جلد بازی'' ہے۔

۱۰ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے والد کے وارث قرار پائے اور بادشاہ بنے۔

سوچو...اور جواب دو :

۱. حضرت داوٗد علیہ السلام کو اللہ نے کونسی کتاب دی؟

۲. آپؑ کے کتنے بیٹے تھے؟ ہر بیٹے کی خواہش تھی؟

۳. آپؑ نے اپنا جانشین کیسے منتخب کیا؟

جملے مکمل کریئے :

۱. انسان سے قریب..............ہے (موت کسی بھی وقت آسکتی ہے)۔

۲. انسان سے ....جو بیت چکا ہے۔

۳. دو اشیاء جو ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہیں......................ہیں۔

۴. سب سے حیرت زدہ شئے................................ہے۔

۵. دو اشیاء جو نہیں بدلتیں.................................ہیں۔

۶. دو اشیاء جو ہمیشہ مختلف رہتی ہیں..............................ہیں۔

۷. دو اشیاء جو ایک دوسرے کے خلاف ہوتی ہیں......................ہیں۔

۸. وہ عمل جس کا نتیجہ اچھا ہوتا ہے غصے کی حالت.........................ہے۔

۹. وہ عمل جس کا نتیجہ برا ہوتا ہے غصے کی حالت.........................ہے۔

نیچے دیئے گئے الفاظ کو جملے میں استعمال کریئے :

موت - زندگی - عمل - دوترین - نزدیک - ترین - حیران - پریشان

سبق ۲۵

حضرت ہاشم علیہ السلام

حضرت ہاشمؑ قبیلہ قریش کے بانی تھے۔آپ نے شام کے حکمران سے ایک معاہدہ کیا تھا جس کے تحت قریش اور شام کے درمیان تجارتی لین دین ہوا کرتا تھا۔اس معاہدے کے بعد کئی قریبی ملکوں کے حکمرانوں نے قریش سے تجارتی معاہدے کیئے اور بہت جلد مکہ ایک بڑا تجارتی مرکز بن گیا۔

ایک مرتبہ مکہ میں قحط پڑا۔حضرت ہاشمؑ اپنی پوری دولت لے کر شام گئے اور وہاں سے آٹا اور خشک روٹی مکہ لائے۔جب تک قحط رہا آپ وہاں کے لوگوں کو آٹا اور خشک روٹی دیتے رہے۔آپ نے اپنے تمام اونٹ بھی ذبح کر دیے۔اس وقت آپ کو حضرت ہاشمؑ کا لقب دیا گیا۔ہاشم کے معنی روٹی توڑنے والے کے ہیں۔

اس زمانے میں عربوں میں یہ رواج تھا کہ جو لوگ اپنی کفالت نہ کر سکتے تھے یعنی جو اپنے لئے کھانے پینے کا انتظام نہ کر سکتے وہ مکہ چھوڑ دیتے اور ریگستان میں ایک خیمہ لگا کر اپنی موت کا انتظار کرتے تھے۔

قریش کا خیال تھا کہ بھیک مانگنے سے موت اچھی ہے۔لیکن حضرت ہاشمؑ نے اس رواج کو بدل دیا اور ہر دولت مند خاندان سے ایک غریب خاندان کو جوڑ دیا۔اور غریب خاندان کی کفالت کی ذمہ داری دولت مند خاندان کو سونپ دی۔دونوں مل کر محنت کرتے اور دونوں ہی کو ایک دوسرے سے فائدہ ہوتا۔اس طرح عرب کے تمام لوگوں میں خوشحالی اور بھائی چارگی پیدا ہوئی۔

حضرت ہاشمؑ کی وفات شام میں ہوئی۔آپ کے پانچ بیٹے تھے جن میں عبدالمطلب (حضرت محمدؐ اور حضرت علیؑ کے دادا) اور اسد (حضرت علی علیہ السلام کے نانا) تھے۔

سوچو...اور جواب دو :

۱. حضرت ہاشمؑ کون تھے؟ شام کے حکمران سے آپ نے کیا معاہدہ کیا،
۲. غریب قریش کیا کرتے تھے؟ ہاشم نے اس رواج کو کیسے بدلا؟ ان کے کتنے بیٹے تھے؟

جملے مکمل کریئے :

۱. حضرت ہاشمؑ .... کے بانی تھے۔
۲. آپ نے شام کے حکمران سے .... کیا تھا جس کے تحت قریش اور شام کے درمیان .... ہوا کرتا تھا۔
۳. اس معاہدے کے بعد کئی قریبی ملکوں کے حکمرانوں نے قریش سے .... کیئے اور بہت جلد مکہ .... مرکز بن گیا۔
۴. جب تک .... آپ وہاں کے لوگوں کو .... دیتے رہے۔ ۵) آپ نے اپنے تمام .... کر دیے۔ اس وقت آپ کو حضرت ...... کا لقب دیا گیا۔ ہاشم کے معنی .... کے ہیں۔

سبق ۲۶

صرف اللہ کے لئے

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا
اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا.

''اور اس کی محبت میں محتاج اور یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) ہم تو تم کو بس خالص خدا کے لئے کھلاتے ہیں ہم نہ تم سے بدلہ کے خواستگار ہیں اور نہ شکر گذاری کے۔''

(سورۃ دہر۔۷۶ آیت ۸/اور ۹)

امام حسنؑ اور امام حسینؑ دونوں بیمار تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نواسوں کی علالت کی اطلاع ملی تو آپؐ نے حضرت علیؑ سے کہا کہ وہ بچوں کی شفایابی کیلئے ''نذر'' کریں اور جب بچے صحت یاب ہو جائیں تو تین روزے رکھیں۔ اور جب امام حسنؑ اور امام حسینؑ شفایاب ہو گئے حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ دونوں بچوں اور حضرت فضہؑ نے روزے رکھے۔ پہلا روزہ رکھنے کے بعد جب حضرت علیؑ اور اہل بیتؑ افطار کے لئے بیٹھے تو دروازے پر کسی سائل نے آواز لگائی ''اے اہل بیت رسولؐ، میں ایک غریب آدمی ہوں اور بہت بھوکا ہوں مجھے کھانا دیجئے''

حضرت علیؑ نے دروازہ کھولا اور پانچوں روزہ داروں نے اپنی اپنی روٹی سائل کو دے دی۔ روزہ پانی سے افطار کیا اور بھوکے ہی سو رہے۔ دوسرے دن بھی افطار کے وقت کسی یتیم نے آواز دی۔ حضرت علیؑ اور اہل بیتؑ نے اپنی اپنی روٹیاں اس سائل کو دے دیں۔ اور روزہ پانی سے افطار کیا اور بھوکے ہی سو رہے۔ تیسرے دن افطار کے وقت کسی قیدی نے آواز دی حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ اور حضرت فضہؑ سب نے اپنی اپنی روٹیاں قیدی کو دے دیں اور روزہ پانی سے افطار کیا۔ جب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ معلوم ہوا تو آپؐ حضرت فاطمہؑ کے گھر پہنچے اور دعا کے لئے ہاتھ بلند فرمائے، اس وقت حضرت جبرئیلؑ جنت کے میوؤں اور کھانے کے ساتھ پہنچے اور ''سورۂ دہر'' کی آیات پہنچائیں۔

سوچو...اور جواب دو :

ا. امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی صحت کے لئے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو کیا مشورہ دیا؟

۲. تینوں دن روزہ افطار کرتے وقت کیا ہوا؟

۴. رسول اللہؐ جب حضرت فاطمہؑ کے گھر پہنچے تو کیا ہوا؟

خالی جگہیں پر کریئے :

ا. اس کی محبت میں ....کو کھانا کھلاتے ہیں

۲. (اور کہتے ہیں کہ) ہم تو تم کو..................لئے کھلاتے ہیں ہم نہ تم سے .... ہیں اور نہ..................کے۔ (سورۃ دہر۔۷۶ آیت ۸/اور۹)

۳. جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو..................اطلاع ملی تو آپؐ نے حضرت علیؑ سے کہا کہ و بچوں کی..................کیلئے ''نذر'' کریں

۴. اور جب امام حسنؑ اور امام حسینؑ ....ہو گئے حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ دونوں بچوں اور حضرت فضہؑ ....رکھے۔

کچھ اور کام :

ا. اس پورے واقعے کا خلاصہ پانچ سطروں میں لکھو۔

۲. سبق کے شروع میں دی گیی آیت کو زبانی مع ترجمہ یاد کرو

عید مباہلہ

فَمَنۡ حَاجَّکَ فِیۡهِ مِنۡ بَعۡدِ مَاجَآءَکَ مِنَ الۡعِلۡمِ فَقُلۡ تَعَالَوۡا
نَدۡعُ اَبۡنَآءَنَا وَاَبۡنَآءَکُمۡ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَکُمۡ وَاَنۡفُسَنَا
وَاَنۡفُسَکُمۡ قف ثُمَّ نَبۡتَهِلۡ فَنَجۡعَلۡ لَّعۡنَتَ اللّٰهِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡنَ

''اے رسول یہ ہے حق بات (جو) تمہارے پروردگار کی طرف سے بتائی جاتی ہے تو تم شک کرنے والوں میں سے نہ ہو جانا پھر جب تمہارے پاس علم (قرآن) آچکا، اس کے بعد بھی اگر تم سے کوئی نصرانی عیسیٰؑ کے بارے میں حجت کرے تو کہو کہ (اچھا میدان میں آؤ) ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں کو (بلائیں) اور تم اپنی عورتوں کو اور ہم اپنی جانوں کو (بلائیں) اور تم اپنی جانوں کو اس کے بعد ہم سب مل کر (خدا کی بارگاہ میں) گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔''
(سورۂ آل عمران، آیت: ۶۰)

مکہ کے لوگوں میں یہ رواج عام تھا کہ جب کسی بات پر ان میں تکرار ہو جاتی اور دو گروہوں میں فیصلہ نہیں ہو پاتا تو معاملے کو سلجھانے کیلئے طے پاتا کہ دونوں گروہ کسی میدان میں جمع ہو کر ایک دوسرے پر لعنت بھیجیں اور ایک دوسرے کی تباہی کیلئے دعا کریں۔

۹ھ میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف عرب قبیلوں کے سرداروں اور مختلف ملکوں کے بادشاہوں کے نام ایک خط لکھا اور انہیں دین اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔

حجاز (سعودی عرب) اور یمن کی سرحدوں پر ایک چھوٹا سا ملک نجران تھا جس پر عیسائیوں کی

حکومت تھی، ۲۷ رقریے ان کے قبضے میں تھے۔ نجران کی عیسائی برادری کے نام بھی ایک خط بھیجا گیا تھا۔ نجران میں ایک بہت بڑا اگرجا گھر تھا جس کو وہ کعبۃ اللہ کا درجہ دیا کرتے تھے، اس عیسائی برادری کے تین سردار ''عاقب، عبدالمسیح اور ابوحارث'' تھے۔

ابوحارث نے خط پڑھنے کے بعد تمام عیسائیوں کو دین اسلام قبول کرنے کا مشورہ دیا لیکن اس کے دوستوں کو یہ مشورہ پسند نہیں آیا اور فیصلہ کیا گیا کہ برادری کا ایک گروہ مدینہ جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تبادلہ خیال کرے۔ اس کام کیلئے سات عیسائی منتخب کیے گیے۔

مدینہ پہنچنے کے بعد ان عیسائیوں نے بہترین لباس پہنا، سونے کی انگوٹھیاں پہنیں اور سج دھج کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملاقات کو پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان کا یہ انداز پسند نہ آیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے ان سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملاقات کرنا ہے تو معمولی لباس میں جاؤ۔ عیسائیوں نے اپنا لباس بدلا اور معمولی لباس پہن کر حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملاقات کو پہنچے۔ انہیں مسجدِ نبوی کے ایک گوشے میں ٹھہرایا گیا۔

ملاقات کے دوران انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہا ''وہ اللہ کے بندے اور پیغمبر تھے۔''

عیسائی رہنماؤں نے پوچھا ''کیا جانتے ہیں کہ اس دنیا میں کوئی باپ کے بغیر پیدا ہوا ہو؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس قرآنی آیت کے ذریعے جواب دیا :

اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَاللّٰهِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ط خَلَقَهٗ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ

جو ہم تمہارے سامنے بیان کر رہے ہیں قدرت خدا کی نشانیاں اور پر از حکمت تذکرہ ہیں، خدا کے نزدیک تو جیسے عیسیٰؑ کی حالت ویسی ہی آدمؑ کی حالت کہ ان کو مٹی کا پتلا بنا کر کہا کہ ہو جا پس (

فوراً ہی) وہ (انسان) ہو گیا۔

(سورۂ آل عمران، آیت :۵۹)

آپؐ نے فرمایا اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا صرف اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تو حضرت آدم علیہ السلام کا درجہ ان سے بڑا ہوگا کیونکہ ان کے نہ باپ تھا اور نہ ماں تھی۔

عیسائی اس دلیل پر لا جواب ہو گیے، لیکن وہ اپنے دین پر قائم رہے اور بحث کرتے رہے۔

اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپؐ عیسائیوں کو مباہلہ کی دعوت دیں تا کہ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت اور عذاب نازل ہو۔ عیسائیوں نے یہ چیلنج قبول کرلیا اور اپنی قیام گاہ لوٹ گئے۔ جہاں ابو حارث نے ان سے کہا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میدان مباہلہ فوج کے ساتھ پہنچیں تو ان کا (نبوت کا) دعویٰ جھوٹا ہوگا لیکن اگر رسول اللہ اپنے بچوں اور عزیزوں کے ہمراہ میدان مباہلہ میں پہنچیں تب وہ سچے نبی ہیں۔

دوسری صبح رسول اللہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حضرت علی علیہ السلام، حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا، حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ میدان مباہلہ مقررہ وقت پر پہنچے، امام حسینؑ آپؐ کی گود میں تھے، امام حسنؑ آپ کی انگلی تھام کر چل رہے تھے۔ حضرت فاطمہؑ کے پیچھے حضرت علیؑ تھے۔ اور آپؐ نے ان سے کہا تھا کہ جب آپؐ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگیں تو آمین کہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اہل بیت جب میدان کے بیچوں بیچ چل رہے تھے تو عیسائی انہیں دیکھ رہے تھے۔ ابو حارث نے کسی مقامی شخص سے پوچھا کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے ساتھ کون لوگ ہیں؟ اس شخص نے ابو حارث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اہل بیتؑ کے اسمائے گرامی بتائے۔

ابو حارث نے پلٹ کے اپنے ساتھیوں سے کہا: میں ایسی مقدس شخصیتوں کو دیکھ رہا ہوں کہ جنہوں نے اگر دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور اللہ سے دعا مانگی تو بڑے سے بڑا پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائے گا۔" ایسے مقدس لوگوں سے مباہلہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اگر ان مقدس لوگوں نے دعا مانگی... تو... ممکن ہے زمین پر ایک عیسائی بھی زندہ باقی نہ رہے۔

ابو حارث کے اس مشورے کو اس کے تمام ساتھیوں نے قبول کرلیا۔ مباہلہ سے باز آئے اور ایک معاہدہ کیا جس کے تحت نجران کے عیسائی ہر سال جزیہ ادا کرتے تھے۔

سوچو...اور جواب دو :

۱. رسول اللہ ﷺ نے دعوت اسلام دینے کیلئے کیا کیا؟
۲. نجران کے عیسائیوں کا سردار کون تھا؟
۳. رسول اللہ ﷺ کا خط ملنے پر ان میں کیا باتیں ہوئیں؟ اور انہوں نے کیا فیصلہ کیا؟
۴. رسول اللہ ﷺ سے عیسائیوں سے کس طرح ملاقات کی اور عیسائیوں نے کا پوچھا؟
۵. مباہلہ کیلئے تیار ہونے کے بعد ابو حارث نے اپنے ساتھیوں سے کیا کہا؟
۶. میدان میں ابو حارث نے کیا دیکھا اور اپنے ساتھیوں سے کیا کہا؟
۷. مباہلہ کیا ہے؟

سبق ۲۸

صلح حدیبیہ

مسلمانوں کو طواف کعبہ (یعنی حج کی ادائیگی) کی اجازت نہیں تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے جب حج کا ارادہ کیا، چودہ ہزار مسلمان آپؐ کے ساتھ سفر حج پر روانہ ہوئے۔ مسلمانوں کے پاس تلوار کے علاوہ کوئی ہتھیار نہیں تھا۔ عام مسلمانوں نے احرام باندھ رکھا تھا اور ان کے پاس قربانی کے جانور تھے۔

مکہ سے دس میل کے فاصلے پر حدیبیہ نامی مقام پر مسلمانوں نے پڑاؤ ڈالا۔ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں داخلے کی اجازت حاصل کرنے کے لیے اپنے قاصد کو روانہ کیا، قریش نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہؐ نے انہیں یقین دلایا تھا کہ مسلمان طواف کعبہ کے ارادے سے آئے ہیں اور طواف کے بعد مدینہ لوٹ جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے قریش کے سردار ابوسفیان سے گفتگو کے لئے عثمان بن عفان (ابوسفیان کے بھانجے) کو مکہ بھیجا۔ عثمان بن عفان سے کہا گیا کہ وہ تنہا طواف کعبہ کر سکتے ہیں لیکن بقیہ تمام مسلمانوں کو طواف کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ عثمان بن عفان نے یہ پیشکش منظور نہیں کی۔ جب وہ کافی دیر تک واپس نہیں ہوئے تو مسلمانوں نے سوچا کہ قریش نے عثمان بن عفان کو قتل کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ اب جنگ ہی واحد راستہ رہ گیا ہے اور آپؐ نے مسلمانوں سے عہد لیا کہ آپؐ کا ساتھ دیں گے خواہ ان کی موت ہی کیوں نہ ہو جائے۔

حضور ﷺ نے یہ عہد ایک پیڑ کے نیچے لیا تھا لہٰذا یہ "عہد رضوان" کہلاتا ہے۔

لَقَدُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الُمُؤُمِنِیُنَ اِذُیُبَایِعُوُنکَ تَحُتَ
الشَّجَرَۃ فَعَلِمَ مَافِیُ قُلُوُبِھِمُ فَاَنُزَلَ السَّکِیُنَۃَ عَلَیُھِمُ
وَاَثَابَھُمُ فَتُحًا قَرِیُباً لا

''جس وقت مومنین تم سے درخت کے نیچے (لڑنے مرنے) کی بیعت کررہے تھے،تو خداان سے اس بات پرضرورخوش ہوا۔غرض جوکچھ ان کے دلوں میں تھاخدانے اسے دیکھ لیا پھران پرتسلی نازل فرمائی اورانہیں اس کےعوض میں بہت جلدفتح عنایت کی۔'' (سورۂ فتح ۴۸،آیت ۱۸)

کچھ ہی دیر بعدعثمان لوٹ آئے۔ان کے ساتھ سہیل بن عمرو تھےجنہیں قریش نے صلح اورتصفیہ کیلئے بھیجا تھا۔گفتگو کے بعدمسلمان اورقریش کے درمیان ایک معاہدے پردستخط ہوئی۔یہ معاہدہ حضرت علیؑ نے تحریر کیا۔آپؑ نے حضرت محمدؐ کے نام کے بعد''رسول اللہ'' لکھا۔قریش نے اعتراض کیا اوراصرارکیاکہ حضرت محمدؐ کےنام کے بعد''رسول اللہ'' کاٹ دیاجائے۔آنحضرتؐ نے حضرت علی سے لفظ رسول اللہ کاٹنے کے لئے کہاجس پر حضرت علی نےقلم آنحضرت کودے دیاکہ آپ خودہی کاٹ دیجئے۔ تب خودحضرت محمدؐنے''رسول اللہ'' کے الفاظ کاٹ دیئے، اس کے بعدہی معاہدے پردستخط ہوئے۔ اس معاہدہ کوصلح حدیبیہ کہتے ہیں،جوحسب ذیل ہے۔

صلح حدیبیہ :

۱ مسلمان طواف کعبہ کئے بغیرمدینہ لوٹ جائیں۔
۲ آئندہ سال مسلمان طواف کعبہ کے لئے آسکتے ہیں،لیکن مکہ میں تین دن سے زیادہ قیام نہیں کرسکتے۔
۳ مسلمان اپنے ساتھ کوئی ہتھیارنہ لائیں صرف تلوارلاسکتے ہیں اورتلواربھی میان میں ہو۔
۴ مسلمانوں اورقریش کے درمیان اگلے دس سال جنگ نہ ہو۔
۵ اگرمکہ کا کوئی شہری اپنے قبیلے کی اجازت کے بغیر مدینہ چلاگیا تواس کومکہ واپس بھیج دیا

جائے۔لیکن اگر کوئی مسلمان اجازت کے بغیر مدینہ سے مکہ چلا گیا تو اس کو واپس نہیں بھیجا جائے گا۔

٦ مسلمانوں اور قریش کے دوست اور مددگار بھی اس معاہدے کے پابند ہوں گے۔

حدیبیہ تین دن قیام کے بعد مسلمان مدینہ لوٹ آئے۔ واپسی کے سفر کے دوران سورۂ فتح نازل ہوا۔جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ معاہدہ حقیقت میں مسلمانوں کی فتح تھی شکست نہیں، جیسا کہ بعض مسلمانوں نے سمجھا تھا۔اس معاہدے کے باعث مسلمان امن وامان کی زندگی بسر کرنے لگے اور اگلے دو برسوں میں اتنے لوگ مسلمان ہوئے کہ جتنے بعثت کے ١٩ سال بعد تک نہیں ہوئے تھے۔

سوچو...اور جواب دو :

١. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ طواف کعبہ کے لئے کتنے مسلمان تھے؟
٢. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش سے گفتگو کے لئے کس کو بھیجا؟ وہ کس کے ساتھ واپس آئے اور کیا تصفیہ ہوا؟
٣. صلح حدیبیہ مسلمانوں کی شکست تھی یا فتح؟ صلح کے بعد کیا ہوا

جملے مکمل کریئے :

١. جس وقت مومنین تم سے............(لڑنے مرنے) کی بیعت کر رہے تھے۔
٢. تو خدا انسے اس بات پر ....ہوا۔ غرض جو کچھ ان کے دلوں میں تھا............پھران پر تسلی نازل فرمائی اور انہیں اس............عنایت کی۔
٣. مسلمان............................مدینہ لوٹ جائیں۔
٤. مسلمان اپنے ساتھ............صرف تلوار لا سکتے ہیں اور تلوار بھی میان میں ہو۔

۵. مسلمانوں او..جنگ نہ ہو۔

۶. اگر مکہ کا کوئی شہری...تو اس کو مکہ واپس بھیج دیا جائے۔

۷. لیکن اگر کوئی مسلمان................................مکہ چلا گیا تو اس کو واپس نہیں بھیجا جائے گا۔

۸. مسلمانوں اور.......................اس معاہدے کے پابند ہوں گے

نیچے دیے گئے الفاظ کو جملے میں استعمال کریئے :

سفر حج - طواف - احرام - قربانی - مدینہ - بیعت - معاہدہ - قیام - سورہ فتح

کچھ اور کام :

اپنے استاد سے صلح حدیبیہ کے متعلق مزید معلوم کرو۔

سبق ۲۹

فتح مکہ

اِذَاجَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ لا وَرَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجاً لا فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَاسۡتَغۡفِرۡہُ ط اِنَّہٗ کَانَ تَوَّاباً

''(اے رسولؐ) جب خدا کی مدد پہنچے گی اور فتح (مکہ) ہو جائے گی اور تم لوگوں کو دیکھو گے کہ غول کے غول خدا کے دین میں داخل ہو رہے ہیں، تو تم اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرنا اور اسی سے مغفرت کی دعا مانگنا وہ بے شک بڑا معاف کرنے والا ہے۔'' (سورۂ نصر)

صلح حدیبیہ کی ایک شرط یہ تھی کہ مسلمان اور قریش کے درمیان جنگ نہیں ہوگی، نہ قریش مسلمانوں کے دوستوں سے جنگ کریں گے اور نہ مسلمان قریش کے دوستوں سے جنگ کریں گے۔ لیکن قریش نے اس معاہدے کی خلاف ورزی کی اور مسلمانوں کے دوستوں پر حملہ کیا۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ مکہ معظّمہ کی جانب بڑھے اور خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر جمعہ ۲۰/رمضان المبارک، ۸/ہجری کو مکہ معظّمہ میں فاتحانہ داخل ہوئے۔ کفار مکہ نے کعبۃ اللہ میں سینکڑوں بت رکھے تھے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام نے کعبۃ اللہ کو بتوں سے پاک کیا۔ سب سے بڑے بت کو توڑنے کیلئے حضرت علیؑ کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے کاندھے پر اٹھایا، جب کعبۃ اللہ سے تمام بت ہٹا دئے گئے تو پیغمبرؐ نے حضرت بلالؓ کو اذان دینے کیلئے کہا :

وَقُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ ط اِنَّ الۡبَاطِلَ کَانَ زَهُوۡقاً

''اور (اے رسولؐ) کہہ دو کہ (دین) حق آ گیا اور باطل نیست و نابود ہوا اس میں شک نہیں کہ باطل مٹنے

والا ہی تھا۔ (سورۂ بنی اسرائیل:۱۷،آیت:۸۱)

اس کے بعد پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اعلان کیا 'میں تم سے وہی بات کروں گا جیسی بات (حضرت یوسف علیہ السلام) نے اپنے بھائیوں سے کی تھی۔''

قَالَ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ ط یَغْفِرُاللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

''اب آج سے تم پر کچھ الزام نہیں خدا تمہارے گناہ معاف فرمائے وہ تو سب سے زیادہ رحیم ہے۔(سورۂ یوسف:۱۲،آیت:۹۲)

فتح مکہ کے بعد کئی لوگوں نے دین اسلام قبول کیا اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ نصر نازل فرمایا۔ پیغمبر اسلام نے تمام قریبی بستیوں کے سرداروں کو اپنے سفیروں کے ذریعے دین اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَاد ط قُلْ رَبِّیْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْھُدٰی وَمَنْ ھُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ

''(اے رسولؐ) خدا جس نے تم پر قرآن نازل کیا ضرور ٹھکانے تک پہنچا دے گا، (اے رسولؐ) تم کہہ دو کہ کون راہ پر آیا اور کون صریحی گمراہی میں پڑا رہا اس سے میرا پروردگار خوب واقف ہے۔

(سورۂ القصص:۲۸،آیت:۸۵)

سوچو...اورجواب دو :

۱. فتح مکہ کب ہوئی؟

۲. خانۂ کعبہ سے بت کس نے ہٹائے؟

۳. حضرت علیؑ کس کے کاندھے پر بلند ہوئے؟

سبق ۳۰

کربلا کا پس منظر

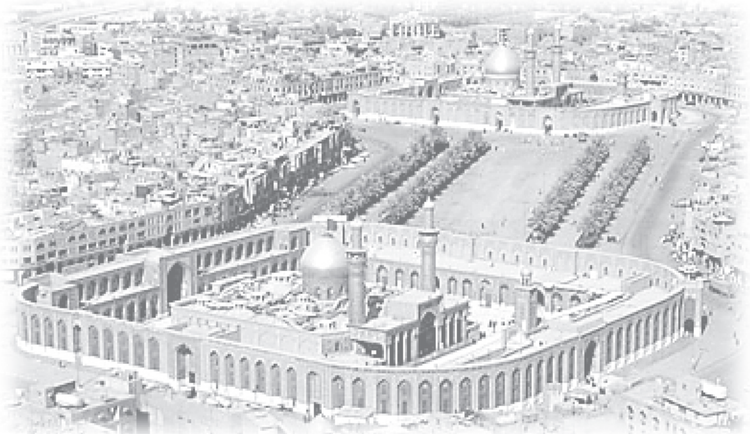

ماہ محرم الحرام اسلامی سال یعنی ہجری کیلنڈر کا پہلا سال ہے۔ جب اسلامی سال شروع ہوتا ہے دنیا بھر میں مسلمان پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے اور پہلے امام حضرت علیؑ کے بیٹے حضرت امام حسین علیہ السلام کے اہل خاندان اور اصحاب کی دین اسلام کو بچانے کے لئے قربانیوں اور شہادت کو یاد کرتے ہیں۔

بنی نوع انسان کی ہدایت اور رہبری کے لئے اللہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا بھیجے اللہ کے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰؐ ہیں۔ اللہ نے انسانوں کی ہدایت اور رہبری کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معجزاتی کتاب قرآن مجید دی۔ قرآن اللہ کا کلام اور ہم بندوں کے لئے زندگی کا دستور ہے۔ اللہ نے بنی نوع انسان کے لئے روشنی اور ہدایت کی یہ کتاب حضرت محمدؐ پر نازل فرمائی۔ قرآن ہم بندوں کو زندگی کے اعلیٰ ترین اقدار کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآن بندوں کو ایثار وقربانی کا درس دیتا اور ظلم اور ظالموں کے خلاف جدوجہد کی تلقین کرتا ہے۔ ظلم اور ظالموں کے خلاف سر نہ جھکانا، سمجھوتہ نہ کرنا اور موت سے نہ ڈرنا قرآنی تعلیمات ہیں۔

حجۃ الوداع کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ ؐ نے اللہ کے حکم پر اعلان کیا کہ آپ ؐ کے بعد حضرت علیؑ مسلمانوں کے خلیفہ اور امام ہوں گے۔ حضرت محمد ؐ نے اعلان کیا تھا کہ:

"مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ"

میں جس کا مولا ہوں علی بھی اس کے مولا ہیں

حضرت محمد مصطفیٰ ؐ کی وفات کے بعد مدینہ کی سیاسی صورتحال کے باعث حضرت علیؑ نے خاموشی اختیار کی۔ خلیفہ سوم کے قتل کے بعد مسلمانوں نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنا خلیفہ تسلیم کیا اور آپ ؑ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ لیکن معاویہ ابن ابوسفیان نے آپ کی مخالفت شروع کر دی اور اپنے قبیلے بنی امیہ کو اپنے گرد جمع کر لیا تھا۔ اپنے چار سالہ دور خلافت میں حضرت علی علیہ السلام کو تین اہم جنگیں لڑنی پڑیں یہ تینوں جنگیں حضرت علی علیہ السلام نے فیصلہ کن طور پر فتح کیں ان میں سب سے اہم جنگ صفین تھی۔ ان جنگوں میں شکست کے بعد معاویہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس کی فوجی طاقت حضرت علیؑ اور آپ ؑ کی ذوالفقار کی طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ عبدالرحمٰن ابن ملجم نے ۱۹ رمضان المبارک ۴۰ ہجری کو کوفہ کی مسجد میں زہر آلود تلوار سے حضرت علیؑ کے سر پر وار کیا اس وقت حضرت علیؑ نماز فجر ادا کر رہے تھے۔ دو دن بعد ۲۱ رمضان کو حضرت علیؑ کی شہادت ہوئی۔

اس کے فوراً بعد معاویہ نے دمشق (شام) سے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا۔ جب کہ اللہ کا حکم تھا کہ حضرت علیؑ کے جانشین امام حسنؑ ہوں گے۔ حالات کے پیش نظر حضرت حسنؑ نے امت کو مزید خونریزی سے بچانے کے لئے معاویہ سے مصلحتاً ایک معاہدہ کیا۔ جس کے فوراً بعد معاویہ نے حضرت امام حسنؑ کو آپ ہی ایک زوجہ "جعدہ بنت اشعث" کے ذریعہ زہر دلوا کر شہید کر دیا۔ یزید معاویہ کا بگڑا ہوا بیٹا اور ہر طرح کی عیاشیوں اور برائیوں میں مشغول رہتا تھا۔ معاویہ نے یزید کو اپنا ولی عہد بنا دیا۔ معاویہ کے مرتے ہی یزید نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا اور تخت خلافت پر بیٹھے ہی اس نے شریعت کو بدلنا، حرام کو حلال اور حلال کو حرام بنانا شروع کر دیا۔ بیت المال کو اپنی عیاشیوں، جوئے اور شراب نوشی پر خرچ کرنے

لگا۔ خلافت کا اعلان کرتے ہی یزید نے امام حسینؑ سے بیعت کا مطالبہ کیا۔ لیکن امام حسینؑ نے جو خلافت کے اصلی حقدار تھے۔ یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ لیکن یزید عام مسلمانوں سے زبردستی بیعت لینے لگا جو مسلمان یزید کی بیعت سے انکار کرتے انہیں قتل کر دیا جاتا۔ یزید اپنے تمام برے اور شریعت کے خلاف کاموں کو جائز قرار دینا چاہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے امام حسینؑ سے بیعت لینے کی کوشش کی پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰؐ کے نواسے حضرت علیؑ کے بیٹے حضرت امام حسینؑ جو خلافت کے اصل وارث اور اسلام کے محافظ تھے یزید کے ہاتھ پر بیعت کیسے کر سکتے تھے؟ یزید نے امام حسینؑ کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا، اس نے سوچا کہ اس طرح وہ دین اسلام کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تباہ کر سکے گا اور ساتھ ہی اپنے آباء واجداد کے جنگ بدر میں قتل کا بدلہ لے سکے گا۔

حالات اتنے بگڑے چکے تھے کہ امام حسینؑ نے یزید اور اس کے مقاصد کو شکست دینے کا فیصلہ کیا۔ امام حسینؑ نے مدینہ سے ۲۸ ر رجب المرجب ۶۰ ر ہجری کو کوچ کرتے وقت اعلان کیا ''اسلام تباہ ہو جائے گا اگر اس کی باگ ڈور یزید جیسے چرواہے کے ہاتھ میں چلی گئی''۔

امام حسینؑ اپنے اہل خاندان، بہن حضرت زینبؑ، بھائی حضرت عباسؑ، بیٹے حضرت علی اکبرؑ اور چند دنوں کے بچے حضرت علی اصغرؑ، بھانجوں عون ومحمد اور بھتیجے حضرت قاسمؑ اور دوسرے اصحاب کے ہمراہ مدینہ سے روانہ ہوئے اور مکہ معظّمہ پہنچے جہاں آپ نے حاجیوں اور دوسرے مسلمانوں کو یزید اور اس کے اغراض ومقاصد سے آگاہ کیا۔ حج سے قبل ہی امام حسینؑ مکہ معظّمہ کے سفر پر روانہ ہوئے اور ۲ ر محرم الحرام ۶۱ھ ہجری کو کربلا پہنچے۔ امام حسینؑ کو وہاں یزیدی لشکر نے روک لیا۔ امام نے اعلان کیا ''میں ہرگز یزید کے ہاتھ پر بیعت کر کے ذلت وخواری قبول نہیں کروں گا۔ میری نظر میں ''موت'' ایسی ذلت سے کہیں زیادہ بہتر ہے، میں اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کے لئے جان دینے کے لئے تیار ہوں''۔ کربلا میں یوم عاشورہ یعنی ۱۰ ر محرم کو یزید کے ہزاروں سپاہیوں سے امام حسینؑ، آپ کے اہل خاندان اور اصحاب نے مقابلہ کیا۔ یزیدی فوج نے آپؑ پر اور آپؑ کے ساتھیوں پر پانی بند کر دیا۔ لیکن امام اور امام کے ساتھیوں نے بہادری سے مقابلہ کیا اور جام شہادت نوش فرمایا۔ یزیدی فوج نے چھ ماہ کے شیر خوار حضرت

علی اصغرؑ تک کو شہید کر دیا۔ امام حسینؑ نے یزیدی فوج سے پیاسے علی اصغرؑ کو پانی دینے کے لیے کہا لیکن حرملہ کا تیر علی اصغرؑ کے حلق میں لگا اور علی اصغرؑ شہید ہو گئے۔

امام حسینؑ اور آپ کے ساتھیوں (جملہ ۷۲/افراد) کی شہادت کے بعد یزیدی فوج نے آپؑ کے خیموں میں آگ لگا دی عورتوں اور بچوں کو آپؑ کے جانشین اور فرزند امام زین العابدینؑ کے ساتھ اسیر کیا اور کربلا سے کوفے لے گئے، بارہ دن کوفہ کے قید خانہ میں رکھا پھر وہاں سے دمشق یزید کے دربار میں پیش کیا۔

یزید نے سوچا تھا کہ اس طرح اس نے جنگ بدر میں اپنے آباء واجداد کی شکست کا بدلہ لے لیا اور دین اسلام کو تباہ کر دیا ہے لیکن امام حسینؑ اور آپؑ کے اہل خاندان اور اصحاب نے اپنی جان دے کر دین اسلام کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیا۔ تاریخ میں ایثار و قربانی کی ایسی دوسری مثال نہیں ملتی۔

امام حسینؑ کی یہ قربانی عظیم ترین قربانی ہے اور ہمارے لئے قیامت تک کے لئے مثال ہے، ہمیں چاہئے کہ ہم ہر دور میں امام حسینؑ کی پیروی کریں اور دین اسلام کو محفوظ رکھنے اور اللہ کے حکم اور قرآنی تعلیمات پر عمل کریں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ہر دن عاشورہ ہے اور ہر مقام کربلا ہے

سوچو...اور جواب دو :

۱) کربلا کی تاریخ کا پس منظر اپنے الفاظ میں لکھیے

۲) یزید امام حسینؑ سے کیا چاہتا تھا اور کیوں چاہتا تھا؟

۳) حضرت امام حسینؑ نے بیعت کی ذلت پر موت کو کیوں ترجیح دیا؟

۴) حضرت امام حسینؑ کے سفر کا آغاز کب ہوا آپ مکہ کب پہنچے اور کربلا کب پہنچے؟

۵) تاریخ کربلا سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

پہلا مؤذن

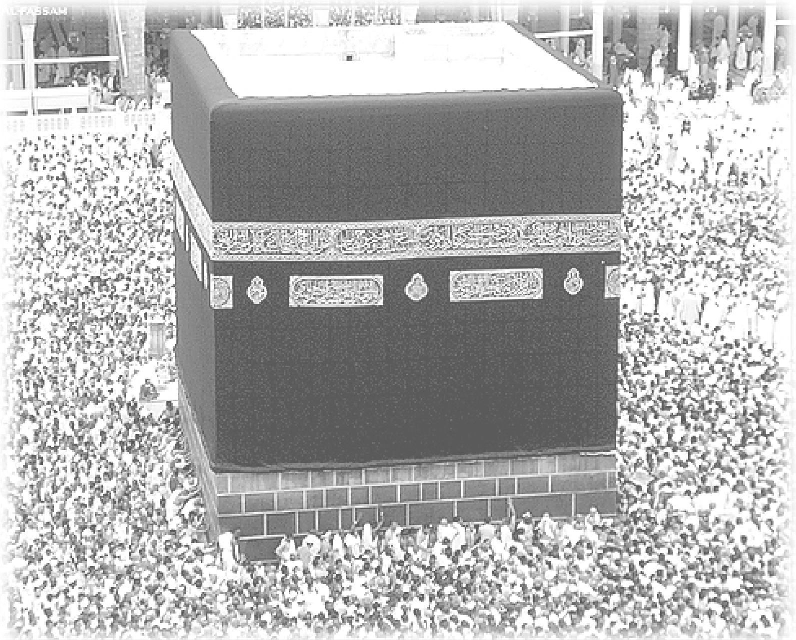

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے وقت کا اعلان کرنے کے طریقہ پر غور کر رہے تھے۔ مدینہ منورہ میں مسجد کی تعمیر کے بعد مسلمان نماز جمعہ پڑھنے کے لئے پابندی سے مسجد آنے لگے تھے۔ لیکن وقت پر نہیں پہنچ پا رہے تھے۔ نماز کے وقت کا تعین کرنے کے لئے ان لوگوں کے پاس گھڑی تو تھی نہیں, سورج کو دیکھ کر اندازہ لگایا کرتے تھے۔ نماز کے وقت کے اعلان کے لئے بے شمار طریقے تجویز کئے گئے۔ بعض نے لوگوں نے گھنٹی اور بعض نے بگل تجویز کیا, لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ تجاویز پسند نہ آئیں جبرئیلؑ ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام لائے کہ نماز کے وقت کا اعلان اذان کے ذریعے کیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: کہ خدا کی طرف سے اذان نازل ہوئی ہے اور آپؑ

کوحضرت بلالؓ کواذان کی تعلیم دینے کیلئے کہا۔

حضرت بلال کی آواز بہت اچھی تھی اور آپ کواذان دینے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ حضرت بلالؓ تاریخ اسلام کے پہلے مؤذن تھے۔ جب اذان دی جائے تو سننے والے کے لئے بہتر ہے کہ وہ مؤذن کے ساتھ اذان دوہرائے۔

سوچو...اور جواب دو:

ا. اسلام کا سب سے پہلا موذن کون ہے؟
۲. آذان کا طریقہ کس نے بتایا

ایک سچا شیعہ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک دفعہ اپنے ساتھی سے کہا ''اے جابرؓ''

کسی شخص کا اتنا کہنا کافی نہیں ہے کہ وہ ایک شیعہ ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان اور ائمہ کرام علیہ السلام سے عقیدت رکھتا ہے۔ بلکہ ایک سچا شیعہ وہ ہے جو مکمل عقیدت مند اور اللہ کے احکامات پر عمل کرنے والا اور خود کو اللہ کے سپرد کرنے والا ہو۔ اس کے علاوہ دوسرا اور کوئی شیعہ نہیں ہوسکتا۔ چاہے کوئی کتنا ہی حضرت علی علیہ السلام سے عقیدت مندی کا اظہار کرتا ہو اور اس سے فرق نہیں پڑتا کہ کوئی اپنے آپ کو کیا کہتا ہے۔

اے جابرؓ! ہمارے شیعہ ان نشانیوں سے پہچانے جاتے ہیں۔

۱) وہ سچے، دیانتدار اور وفادار ہوتے ہیں۔

۲) وہ ہمیشہ اللہ کو یاد کرتے ہیں۔

۳) وہ نمازیں پڑتے، روزہ رکھتے اور قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔

۴) وہ پڑوسیوں کی مدد کرتے، یتیموں کا سہارا بنتے اور لوگوں کے ساتھ بھلائی کے علاوہ کچھ اور نہیں کرتے۔

۵) وہ لوگوں کا بھروسہ اور اعتماد قائم رکھتے ہیں۔

جابرؓ بہت ہی توجہ کے ساتھ امام علیہ السلام کی باتیں سن رہے تھے۔ جب امام علیہ السلام نے اپنی بات کو ختم کیا تو کہا اے پیغمبرؐ کے جانشین مسلمانوں میں بہت کم ایسے ہیں جو ان صفات کے حامل ہوں۔

امام علیہ السلام نے جواب دیا: اللہ تمہارے تصور پر تمہیں معاف کرے کیا تم نے سوچ لیا کہ صرف ہم (امام) سے عقیدت مندی کا اظہار ہی شیعہ کہلانے کے لئے کافی ہے؟ نہیں! ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا! کوئی شخص کہتا ہے کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کا عقیدتمند ہے لیکن حضرت علی علیہ السلام کے بتائے ہوئے راستہ پر نہیں چلتا تو وہ حضرت علی علیہ السلام کا شیعہ نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیدت اور عشق کا دعویٰ کرتا ہے اور حضرت محمدؐ کے احکامات پر عمل پیرا نہیں ہوتا تو اس کو دعویٰ کرنے کے باوجود کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

اے جابر! ہمارے حقیقی دوست اور شیعہ اللہ کے احکامات کے تابعدار ہوتے ہیں اور ہر کوئی جو اللہ کے احکامات کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ ہمارا دشمن ہے۔

اے جابر! ہمیشہ عقیدت مند اور سادگی پسند رہو۔ اور اچھائیاں اختیار کرو تا کہ جنت کی نعمتوں سے مالا مال ہو۔ اور یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ کے نزدیک سب سے بہتر اور پسندیدہ چیز عقیدت مندی اور سادگی ہے۔

سوچو...اور جواب دو :

۱. شیعہ کس طرح کا ہوتا ہے؟
۲. کیا شیعہ کہلانے کے لئے صرف حضرت امام علیہ السلام سے عقیدتمندی کا اظہار کافی ہے؟
۳. اللہ کے نزدیک سب سے بہترین اور قابل احترام شخص کون ہے؟
۴. ہم کو مکمل بنی نوع انسان بننے اور جنت کی نعمتوں کو حاصل کرنے کے لئے کیا کرنا چاہیے؟
۵. آپ میں شیعہ کی کونسی نشانیاں ہیں اور وہ کونسی ہیں جو آپ میں نہیں ہیں؟

ذیل کے جملے مذکورہ الفاظ کی مدد سے کامل کریئے :

۱. وہ ہمیشہ..................کو یاد کرتے ہیں۔ (رسول۔اللہ۔امام)

۲. وہ سچے..................اور..................ہوتے ہیں۔

(ملنسار۔امانتدار۔وفادار۔دیانتدار)

۳. وہ لوگوں..................قائم رکھتے ہیں۔ (وقار۔عزت۔بھروسہ۔اعتماد)

۴. وہ نمازیں پڑھتے..................کرتے ہیں۔

(رات میں عبادت کرتے۔صبح میں سوتے۔روزہ رکھتے اور تلاوت)

سبق ۳۳

حسن اخلاق

''مجھے صرف بنی نوع انسان کے اخلاق کو بلند کرنے کیلئے بھیجا گیا ہے۔ (پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اخلاق ''خلق کی جمع ہے'' اور ''خلق'' کے معنی عادات واطوار کے ہیں۔ انسان جو کام سوچے سمجھے بغیر کرتا ہے وہ عادت میں شامل ہیں۔ انسان جو کام بار بار کرتا ہے وہ اس کی عادت بن جاتا ہے' گویا بعض عادتیں ورثے میں ملتی ہیں اور بعض عادتیں پرورش کا نتیجہ ہوتی ہیں لیکن ہر انسان اپنی ہر عادت کو چھوڑ بھی سکتا ہے اور اپنا بھی سکتا ہے لہٰذا ہر انسان کا اخلاق اس کی پسند اور ناپسند پر مبنی ہوتا ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

''تم تمام لوگوں کو دولت سے خوش نہیں کر سکتے لیکن لوگوں سے خوشدلی اور حسن سلوک سے پیش آ سکتے ہو۔ اس طرح لوگ تمہیں پسند کرنے لگیں گے دولت محدود ہوتی ہے لیکن خوشدلی اور حسن سلوک کی کوئی انتہا نہیں۔

ایک مرتبہ ایک شخص دمشق (شام) سے مدینہ منورہ پہنچا اور امام حسن علیہ السلام کی موجودگی میں امیر المومنین حضرت علیہ السلام کو برا بھلا کہنے لگا۔

امام حسن علیہ السلام اس شخص کو ایک گوشے میں لے گیے اور فرمایا ''تم سفر سے تھکے ماندے آئے ہو۔ میرے ساتھ آؤ کھانا کھاؤ پانی پیؤ اور آرام کرو۔ اس کے بعد ہم باتیں کریں گے' اس شخص نے کہا ''میں آپؑ کے دشمن کی حیثیت سے مدینہ آیا تھا لیکن آپؑ کے اخلاق کا گرویدہ اور آپؑ کا پرستار بن کر لوٹ رہا ہوں۔''

امیرالمومنین علیہ السلام حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہے:

''مومن۔مومنہ کے چہرے پر مسکراہٹ اور دل میں دکھ ہوتا ہے''

امیرالمومنینؑ ہر کسی سے خوش خلقی سے پیش آتے آپؑ کی اس خوش خلقی کو آپؑ کی کمزوری سمجھا گیا اور کہا گیا کہ کسی خلیفہ کے لئے اتنا خوش خلق ہونا ٹھیک نہیں۔خلیفہ کو سخت مزاج ہونا چاہئے۔تا کہ لوگوں کے دلوں پر اس کا خوف طاری ہو۔

قرآن مجید میں حضرت محمدؐ کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ

''(تو اے رسولؐ یہ بھی) خدا کی ایک مہربانی ہے کہ تم (سا) نرم دل (سردار) ان کو ملا اور تم اگر بدمزاج اور سخت دل ہوتے۔تب تو یہ لوگ (خدا جانے کب کے) تمہارے گرد سے تتر بتر ہو گئے ہوتے پس (اب بھی) تم ان سے درگزر کرو اور ان کے لئے مغفرت کی دعا مانگو اور (سابق دستور ظاہراً) ان سے کام کاج میں مشورہ کر لیا کرو (مگر) اس پر بھی جب کسی کام کو ٹھان لو تو خدا ہی پر بھروسہ رکھو (کیونکہ) جو لوگ خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں خدا ان کو ضرور دوست رکھتا ہے۔''

الفاظ و معانی :

حسن سلوک	اچھا رویہ، اچھا اخلاق
خوش خلقی	اچھی خصلت والا
سخت مزاج	غُصیلا
بدمزاج	چڑچڑا، غصہ ور

سوچو...اور جواب دو :

۱. رسول اللہؐ نے اپنی غرض بعثت اور اچھے اخلاق کے بارے میں کیا فرمایا؟
۲. انساں کی زندگی میں اخلاق کی کیا اہمیت ہے؟ اس سلسلہ میں امام حسنؑ کے اخلاق کی مثال دیجئے؟
۳. قرآن مجید میں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کیا ارشاد فرمایا ہے آیت اور اس کا ترجمہ لکھیے؟

ذیل میں دیے گئے الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کریں :

تتر بتر۔کام کاج ۔دستور۔ بدمزاج ۔مغفرت ۔حسن سلوک

نیچے دیے گئے الفاظ کی ضد لکھیے

نرم دل۔انسان ۔ بدمزاج ۔دوست ۔کمزوری

مادرِمہرباں

تیری شفقت پہ قربان دونوں جہاں
تیرے قدموں تلے ہے ہماری جناں
مادرِ مہرباں، مادرِ مہرباں

گھٹنیوں چلنا تو نے سکھایا ہمیں
مدتوں خون دل کا پلایا ہمیں
خود تو بھوکی رہی اور کھلایا ہمیں
سر پہ سایہ ترا صورتِ آسماں
مادرِ مہرباں، مادرِ مہرباں

تو ہی قبلہ مرا تو ہی ایمان ہے
داستاں کا مری تو ہی عنوان ہے
سرپہ سایہ ترا مثل قرآن ہے
تو نے دلوائی کانوں میں میرے اذاں
مادرِ مہرباں، مادرِ مہرباں

درس اخلاق ماں ہم کو تجھ سے ملا
تونے گھٹی میں ہم کو پلائی وفا
تیری آغوش ہے مکتبِ کربلا
یہ نہ ملتی تو ہم ہوتے جانے کہاں
مادرِ مہرباں، مادرِ مہرباں
سونے دیتی نہ گیلے میں مجھ کو کبھی
مجھ پہ قربان کی اپنی ہر اک خوشی
تیرا سرمایہ ہے ماں مری زندگی
شِیر تیرا ہے میرے بدن میں رواں
مادرِ مہرباں، مادرِ مہرباں
تیری آنکھوں سے دیکھا ہے میں نے جہاں
تیرے پیروں کھڑا ہے مرا آسماں
تو نے پیسی ہیں میرے لئے چکیاں
چاند میرا ہتھیلی کا تیری نشاں
مادرِ مہرباں، مادرِ مہرباں
کی مجھے تو نے پوشاک جنت عطا
تو نے مایوں مجھ کو نہ ہونے دیا
تو ہی مشکل کشا تو ہی ہے ناخدا
کشتی زیست ہے تیری پیرو رواں
مادرِ مہرباں، مادرِ مہرباں

میری منزل بنے تیرے نقش قدم
تیرے آنچل میں ہے میرا ہر ایک غم
دین حق تیرا سب سے بڑا ہے کرم
تجھ سے آیاتِ حق کی سنی لوریاں
مادرِ مہرباں، مادرِ مہرباں

خدمتِ خلق کا تجھ سے جذبہ ملا
تجھ سے سمجھا ہے میں نے وجود خدا
میری سانسیں چلیں لے کے تیری دعا
بھر دیا میری رگ رگ میں عزم جواں
مادرِ مہرباں، مادرِ مہرباں

وہ ہے کم ظرف جو بھول جائے تجھے
کھوکے اک بار پھر کون پائے تجھے
کتنا بدبخت ہے جو رلائے تجھے
تو ہو ناراض تو ہر عمل رائیگاں
مادرِ مہرباں، مادرِ مہرباں

ماں جو تیرا نہیں وہ کسی کا نہیں
ہو نہ اس کو میسر سکوں پھر کہیں
پیس دے گی اسے ایک دن یہ زمیں
دیں گی آواز ٹوٹی ہوئی پسلیاں
مادرِ مہرباں، مادرِ مہرباں

شام ہوتے ہی بے چین ہونے لگی
بچہ آیا نہ گھر کو تو رونے لگی
اپنے رخسار اشکوں سے دھونے لگی
جم گئیں تیری دروازے پہ پتلیاں
مادرِ مہرباں، مادرِ مہرباں

نوحہ سرورؑ کا پڑھتی تھی شام و سحر
ہاں عزا خانہ سرورؑ کا تھا تیرا گھر
چاند جب بھی محرم کا آیا نظر
توڑدی تو نے ہاتھوں کی خود چوڑیاں
مادرِ مہرباں، مادرِ مہرباں

روز کرتا ہوں معبود سے یہ دعا!
سب کے سر پہ رہے سایہ ماں باپ کا
ہو جوانی میں بیٹا نہ ماں سے جدا
ہر گھڑی ہو رضاؔ یہ ہی ورد زباں
مادرِ مہرباں، مادرِ مہرباں

سوچو...اور جواب دو :

ا. ماں کی ہماری زندگی میں کیا کردار ہے؟
۲. اگر کوئی ماں کو تکلیف پہنچائے تو اس کا کیا انجام ہوگا؟
۳. ہمیں والدین کے حق میں کیا کرنا چاہئے؟
۴. ماں کے عنوان پر کم از کم ۱۵/سطر کا مضمون لکھئے۔

الفاظ ومعانی :

رئیس	زندگی
رواں	جاری
خدمتِ خلق	لوگوں کی ساتھ بھلائی
پاسبان	محافظ
گھٹی	طبیعت، خصلت
جناں	جنت
دونوں جہاں	دونوں دنیا
شِیر	دودھ
معلم	سکھانے والا

سبق ۳۵

یتیموں سے سلوک

''جو شخص کسی یتیم کی سرپرستی قبول کرتا ہے اور یتیم کے سر پر دست شفقت پھیرتا ہے اس کے ہاتھ کے نیچے سے گزرنے والے ہر بال کے عوض اللہ ایک نور سے اس شخص کو نوازے گا۔'' (امام جعفر صادقؑ)

ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے اصحاب کے ہمراہ کسی قبرستان سے گزر رہے تھے جب آپ ایک قبر کے قریب پہنچے تو آپؑ تیزی سے اس قبر سے آگے نکل گئے علیہ السلام جب اصحاب نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپؑ نے کہا ''جو شخص اس قبر میں ہے اس کو سزا دی جارہی ہے اور یہ کہ آپؑ اس قبر کے نزدیک رہنا نہیں چاہتے' ایک سال بعد پھر آپؑ کا گذر اس قبرستان سے ہوا لیکن اس مرتبہ اصحاب نے دیکھا کہ آپؑ آہستہ آہستہ چل رہے تھے، اصحاب نے اس تبدیلی کی وجہ پوچھی تو آپؑ نے کہا کہ ''اس شخص کا ایک بیٹا ہے اس نے کسی یتیم کو ''چھاچ اور روٹی دی ہے'' اللہ نے اس کی نیکی کے عوض اس کے باپ کا گناہ بخش دیا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے:

''اگر کسی شخص نے کسی یتیم کی سرپرستی کی اور اس کے اخراجات برداشت کیئے تو وہ شخص جنت میں میرے اصحاب میں ہوگا اور میرے پہلو میں بیٹھے گا۔'' امام علیؑ نے ضربت (ابن ملجم کے حملے) کے بعد اپنی آخری وصیت میں فرمایا ہے۔ ''جب کسی یتیم کا معاملہ ہو تو اللہ سے ڈرو۔ یتیموں کو ہرگز ہرگز بھوکا مت رکھو۔ ان کی حفاظت کرو...... حضرت محمدؐ ہمیشہ ہمیں ''ذمہ داری یاد دلایا کرتے تھے آپؐ نے فرمایا: کسی یتیم بچے کے سامنے اپنے بچوں کو تحفے نہ دو اور اگر دو تو جیسا تحفہ اپنے بچے کو دو ویسا ہی اس یتیم بچے کو بھی دو تا کہ بچہ احساس یتیمی کے سبب دل برداشتہ نہ ہو۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ'' یتیموں سے جھڑک کر باتیں نہ کرو۔

سوچو...اور جواب دو :

۱. یتیم کی سرپرستی کے بارے میں امام جعفر صادقؑ نے کیا فرمایا ہے؟
۲. یتیم کی سرپرستی کے بارے میں حضرت محمد مصطفیٰؐ نے کیا فرمایا ہے علیہ السلام
۳. یتیم کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کے بارے میں حضرت عیسیٰؑ کا قصہ بیان کیجئے

جملے مکمل کریے :

۱. ”جو شخص کسی..............قبول کرتا ہے اور یتیم کے سر پر..............اس کے ہاتھ کے نیچے سے گزرنے والے ہر..............اللہ ایک..............کو نوازے گا۔“
(امام جعفر صادقؑ)
۲. حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے :اگر.............. سرپرستی کی اور اس کے..............تو وہ شخص جنت میں میرے..............اور میرے پہلو میں بیٹھے گا
۳. ”امام علیؑ نے ضربت (ابن ملجم کے حملے) کے بعد اپنی..........میں فرمایا ہے۔“جب کسی..............سے ڈرو۔ یتیموں کو ہرگز ہرگز..............۔ ان کی..........اور انہیں بتادو کہ..............جائیں
۴. آپؐ نے فرمایا: کسی..............اپنے بچوں کو تحفے نہ دو اور اگر دو تو جیسا تحفہ اپنے بچے کو دد..............بھی دو
۵. قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے..............یتیموں............باتیں نہ کرو

سبق ۳۶

عیادت

''کسی بیمار کی مدد کرنے والے کے گناہ دھل جاتے ہیں خواہ وہ کامیاب رہا ہو یا نہیں''

(حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ایک مرتبہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی ملاقات راستے میں آپؑ کے اصحاب سے ہوئی جو کسی بیمار کی عیادت کے لئے جا رہے تھے، امام جعفر صادقؑ نے ان سے پوچھا، ''کیا تم لوگ سیب، پھول یا کوئی خوشبو لے جا رہے ہو؟''

اصحاب نے کہا، نہیں!

امام نے کہا، ''یاد رکھو ایسی چیزیں بیمار کے لئے راحت و سکون کا باعث ہوتی ہیں''

جب آپ کسی بیمار کی عیادت کے لئے جائیں تو اپنے ساتھ کوئی تحفہ ضرور لے جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

''جو شخص کسی بیمار کو کھلائے گا اللہ اس شخص کو جنت کے میووں سے نوازے گا''

اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ عیادت کے لئے جانے سے بیمار کو تکلیف نہ پہنچے۔ ہمارے پہلے امام حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے:

''کسی بیمار کی عیادت کے لئے جو لوگ جاتے ہیں ان کو ثواب ملے گا، اور ان لوگوں کو زیادہ ثواب ملے گا جو بیمار کے ساتھ کچھ وقت گزارتے ہیں، اگر بیمار چاہتا ہو کہ وہ اس کے پاس کچھ دیر ٹھہریں''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

بیماری کی صحت وتندرستی کے لئے دعا کریں ''اے اللہ! بیمار کو شفا مرحمت فرما اور اس کو ہر طرح کی اذیت سے محفوظ فرما''۔

سوچو...اور جواب دو :

۱. عیادت کے متعلق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا؟

۲. عیادت کے متعلق حضرت علی علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

۳. عیادت کے متعلق امام جعفر صادق علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

سبق ۳۷

غیبت

اے ایماندارو...! تم لوگ بہت سے گمانوں (پر عمل کرنے) سے پرہیز کرو ہو۔ کیوں کہ اس میں شک نہیں کہ بعض گمان گناہ ہے اور لوگوں کے عیوب نہ ڈھونڈو اور تم میں سے ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں کا کوئی بھی یہ پسند کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے اور خدا سے ڈرو بے شک خدا بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ (قرآن مجید)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوذرؓ سے فرمایا: اے ابوذرؓ اپنے کو غیبت سے باز رکھو کیونکہ غیبت زنا سے بدتر ہے' ابوذرؓ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ کیوں؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی زنا کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے تو پروردگار عالم اسے معاف کر دیتا ہے مگر غیبت میں جس کی غیبت کی ہے جب تک وہ نہ معاف کرے بخشا نہ جائے گا۔ ابوذرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیبت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: کسی بندہ مومن کو اس طرح یاد کرنا کہ وہ برا مانے' ابوذرؓ نے عرض کیا اگرچہ واقعا اس میں وہ بات پائی جاتی ہو؟ تو حضرتؐ نے فرمایا: اگر نہ پائی جاتی ہو تو وہ تہمت اور بہتان ہوگا۔ مومن کا فرض ہے جب اس کے سامنے کسی کی غیبت کی جائے اسے رد کرے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو وہاں سے چلا جائے۔

غیبت کے معنی :

کسی خاص مومن کی ایسی بات کا جو اس میں پائی جاتی ہو اور عیب ہو اس کے پیٹھ پیچھے اس طرح ذکر کرنا کہ اگر اس کو معلوم ہو تو اسے تکلیف پہنچے۔ چنانچہ بغیر نام لیے کہے کہ ایک شخص ایسا ہے ۔یا فلاں شخص ایسا ہے۔ یا کوئی ایسی بات جو لوگوں کے درمیان عیب نہ سمجھی جاتی ہو اور وہ برا مانے تو غیبت شمار نہ ہوگی۔

نقل

غیبت صرف زبان سے ہی نہیں ہوتی بلکہ دیگر اعضاء سے بھی ہوتی ہے مثلاً کسی لنگڑے کے چلنے یا کسی کے بات کرنے یا کپڑے پہننے کی نقل بھی اس میں شامل ہے۔

کن مقامات پر غیبت جائز ہے؟

۱) اگر کسی پر ظلم کیا گیا ہو تو مظلوم اس کے ظلم کی دستان کو ایسے شخص کے سامنے جو اس کے ظلم کو دفع کر سکے بیان کر سکتا ہے اور دوسرا سن سکتا ہے۔

۲) جب کوئی شخص کسی کے بارے میں، کسی معاملے جیسے (نکاح، قرض وغیرہ) کی غرض سے مشورہ کرے تو اس کے واقعی حالات بیان کر سکتا ہے۔

۳) اہل بدعت کی بدعت کو بیان کرنا چاہئے تا کہ اس کا سد باب ممکن ہو۔

۴) جب کوئی کسی گناہ کو علانیہ کرتا ہو تو اس شخص کے اس عیب کو بیان کرنا غیبت نہیں ہے۔

۵) اگر کوئی شخص کسی صفت میں مشہور ہو یا اسی صفت سے پکارا جاتا ہو مگر اس حالت میں ایسے الفاظ ادا کرنا کہ اسے برا نہ معلوم ہو۔

غیبت کا کفارہ

توبہ کرے اور جس کی غیبت کی ہو اس سے معاف کرائے اور اگر وہ مرگیا ہو تو اس کے لیے خدا سے بخشش کی دعا کرے۔

سوچو...اور جواب دو :

۱. غیبت کرنے والا کس کا گوشت کھاتا ہے؟
۲. غیبت کے متعلق رسول خدا نے حضرت ابوذر سے کیا فرمایا؟
۳. زنا جیسے گناہ کو خدا توبہ کرنے پر معاف کرسکتا ہے لیکن غیبت کو نہیں کیوں؟
۴. لوگوں کی نقل اتارنا جس سے انھیں تکلیف پہنچے کیسا ہے؟
۵. غیبت کب جائز ہے؟

غصہ

اللہ نے قرآن میں ان لوگوں کی کہ جو جنت میں جائیں گے، نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا:

الـــذین ینفقون فی الســراء والضراء والکاظمـــین

الغیــظ والعافیــن عن الناس واللہ یحب المحســین

’’ان پرہیزگاروں کے لئے مہیا کی گئی ہے جو خوشحالی اور گھٹن کے وقت میں بھی (خدا کی راہ پر) خرچ کرتے ہیں اور غصے کو روکتے ہیں اور لوگوں (کی خطا) سے درگزر کرتے ہیں اور نیکی کرنے والوں سے اللہ الفت رکھتا ہے۔‘‘ (سورۃ عمران:۳ آیت:۱۳۴)

جب کوئی شخص ہمارے جذبات کو ٹھیس پہنچائے اور ہماری کوئی غلطی نہ ہو تو غصہ آجاتا ہے اور غصے کی حالت میں اہم ایسی باتیں کہہ بیٹھتے ہیں کہ جن پر بعد میں ہم پچھتاتے ہیں۔

امام علی علیہ السلام نے فرمایا ہے:

’’اگر تمہیں غصہ آجائے تو، اگر کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ اور اگر بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ۔ دس بار گہری سانس لو اور وضو کرو‘‘

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے’’غصہ شیطان کی خصلت ہے اور شیطان آگ سے بنا ہے آگ پانی سے ٹھنڈی ہوتی ہے۔ لہذا جب تم غصہ میں آجاؤ تو وضو کرلیا کرو‘‘۔

صورتحال پر غور کرلیا کرو۔ اگر غلطی ہو تو مثبت انداز میں سوچو اور اپنے آپ کو بدلنے کی کوشش کرو۔ اگر غلطی تمہاری نہ ہو تو یقین رکھو کہ سچ ایک نہ ایک دن ظاہر ہو جائے گا، وقت آنے پر اپنی صفائی پیش کرو۔

امام علی علیہ السلام نے فرمایا ہے:

''غصہ پاگل پن سے شروع ہوتا اور افسوس پر ختم ہوتا ہے''

امام زین العابدین علیہ السلام کی ایک کنیز نے ایک مرتبہ آپ پر گرم گرم شوربے کا کٹورا گرادیا۔ کنیز نے دیکھا کہ امام علیہ السلام کو بے حد تکلیف ہورہی ہے، اسے خوف ہوا امام علیہ السلام اس کو سزا دیں گے۔ وہ مذکورہ قرآنی آیت کی تلاوت کرنے لگی۔

وہ جو اپنے غصے کو پی جاتے ہیں......امام نے کہا کہ آپؑ کو اس پر غصہ نہیں ہے۔ اس نے آگے اور قرآن کی تلاوت کی......اور جو لوگ دوسروں کو معاف کردیتے ہیں......امام نے کہا، آپؑ نے اس کو معاف کردیا۔

اور پھر اس نے تلاوت کی......اللہ ان لوگوں کو اجر خیر دیتا ہے جو دوسروں سے اچھا سلوک کرتے ہیں......امام علیہ السلام نے کنیز کو آزاد کردیا۔

امام علیہ السلام نے نہ صرف اپنے غصے پر قابو پالیا بلکہ کنیز کو آزاد بھی کردیا۔ امام علیہ السلام کے پیرو اور مطیع ہونے کی بناء پر ہم کم سے کم اتنا کرسکتے ہیں کہ جب کسی دوست، رشتہ دار یا کسی اور مسلمان سے کوئی خطا ہوجائے تو اپنے غصہ پر قابو پالیں۔

سوچو...اور جواب دو :

۱. جنت میں لوگ جائیں گے، ان کی نشاندہی قرآن میں اللہ نے کیسے کی ہے؟
۲. غصہ کے متعلق حضرت علی علیہ السلام نے کیا فرمایا؟
۳. امام زین العابدین پر گرم شوربہ گرانے کے بعد کنیز نے کیا کہا؟
۴. امام نے کیا کہا؟

سبق ۳۹

آیت اللہ العظمیٰ سید روح اللہ موسوی خمینیؒ سے ایک ملاقات

''کینڈا کے ایک فلسفی شاعر و ادیب رابن ووڈ سورتھ کارلس نے فروری ۱۹۸۲ء میں آیت اللہ خمینیؒ سے ملاقات کی' ایران کا' کارلس کا یہ تیسرا سفر تھا''۔

کارلس نے ایک کتاب ''امام اور ان کا انقلاب، جنت اور جہنم کا سفر'' لکھی ہے۔ ذیل میں ہم اس کتاب کا ایک ورق پیش کر رہے ہیں۔ ''امریکہ میں آیت اللہ خمینی سے شدید نفرت کی جاتی ہے کیونکہ آیت اللہ کے حکم پر امریکی سفیروں کو یرغمال بنایا گیا تھا۔ آج میں اس شخص (آیت اللہ) سے ذاتی طور پر ملاقات کرنے والا ہوں کہ جس شخص کی مرضی پر ایرانی قوم زندگی قربان کرنے کے لئے تیار ہے اور جس کی پالیسیوں سے ایران میں ایک نئے انقلاب نے کروٹ بدلی اور امریکہ اور دوسرے یوروپی ملکوں میں جن پالیسیوں کی شدید مخالفت کی گئی۔

جب (آیت اللہ) خمینیؒ دروازے سے نمودار ہوئے، تو وہاں موجود لوگ ''خمینی خمینی خمینی'' کے

جذباتی نعرے لگانے لگے، میں نے اس وقت تک کسی بھی انسان کو ایسا جذباتی والہانہ خراج عقیدت پیش کرتے نہ دیکھا تھا اور نہ سنا تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ دوراز سے ایک ایسی روحانی طاقت نمودار ہو رہی ہے کہ جس کے وجود سے عمارت کا ذرہ ذرہ کانپ رہا ہے۔ سیاہ عمامے عبا اور سفید داڑھی میں امام خمینیؒ کی شخصیت کا رعب ہر فرد پر طاری تھا اور ان کے وجود کے سامنے تمام اشیاء بے وجود ہو کر رہ گئیں۔ ان کی شخصیت روشنی کا ایک ایسا مینارہ تھی جو ہر فرد کے دل و دماغ پر طاری ہو گئی تھی۔

یہ کوئی معمولی شخصیت نہیں تھی ۔ میں کئی مذہبی پیشواؤں مثلاً بدھ راہب دلائی لامہ اور کئی ہندو سوامیوں سے ملاقات کر چکا تھا لیکن کسی کا وجود بھی امام خمینیؒ کی شصیت کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

سوچو...اور جواب دو :

ا. امام خمینیؒ کی شخصیت کا کینیڈا کے شہری پر کیا اثر پڑا؟

۲. امام خمینیؒ کی شخصیت اور دوسروں میں کیا فرق تھا؟

۳. کیوں یورپ اور امریکا آپ کا مخالف ہے؟

آیت اللہ العظمیٰ سید ابوالقاسم الخوئی کی زندگی کا ایک دن

آیت اللہ العظمیٰ السید الخوئی مرجع تقلید اور حوزۂ علمیہ نجف اشرف کے زعیم تھے۔ آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ نجف اشرف عراق میں گزرا۔ آپ ہر صبح نماز فجر سے بہت پہلے بیدار ہو جایا کرتے اور نماز فجر تک عبادت میں مصروف رہتے۔ نماز فجر ادا کرنے کے بعد آپ اپنے اہل خاندان کے ساتھ ناشتہ کرتے، عام طور پر ناشتہ روٹی، پنیر کا ہوا کرتا تھا۔ گھر والوں کو ہدایت تھی کہ اس وقت گھر میں موجود تمام اہل خاندان، مہمان اور ملازمین ناشتے میں آپ کے ساتھ شامل ہوں۔

ناشتے کے بعد کچھ دیر آرام کیا کرتے، ٹھیک آٹھ بجے آپ خطوط کے جواب دینے بیٹھ جایا کرتے تھے۔ آپ اپنی ڈاک خود پڑھتے اور جواب دیتے۔ اس موقع پر نجف اشرف کے کئی علماء موجود ہوا کرتے تھے۔ آپ تمام شرعی و فقہی امور اور مسائل پر علماء سے مشورہ کرنے کے بعد کسی نتیجے پر پہنچتے اور فتویٰ دیا کرتے تھے۔ اور ہر ایسے فتوے پر آپ اپنی مہر لگایا کرتے اور اس مہر کی حفاظت آپ خود کیا کرتے تھے۔

حضرت امام علی علیہ السلام کے روضہ کے بغل میں واقع ''مسجد خضرا'' میں آپ نماز ظہر کی امامت فرماتے تھے۔ آیت اللہ خوئیؒ نے یہاں ۶۰ رسال درس وتدریس فرمایا۔ دوپہر کے کھانے سے قبل آپ بڑی دیر تک ''مسجد خضرا'' میں رہتے جہاں مہمانوں سے ملاقات کرتے، گھر میں دوپہر کے کھانے کے بعد آپ کچھ دیر آرام کیا کرتے۔ شام چار بجے آپ ایک بار پھر علماء اور طلبہ سے رائے مشورہ کرتے، اس نشست میں درس وتدریس کے علاوہ وکیلوں کے امور پر تبادلۂ خیال ہوتا، اس نشست میں مختلف علوم کے ماہرین ہمیشہ موجود ہوا کرتے۔ آیت اللہ خوئیؒ کا قول ہے ''مشورہ کرنے والا شخص کبھی مایوس یا ناکام نہیں ہوتا۔''

اس نشست کا اختتام نماز مغرب کے وقت پر ہوتا اور نماز ''مسجد خضرا'' میں ادا کی جاتی۔ نماز کے بعد آپ دیوان خانے میں بیٹھتے جہاں دنیا بھر سے آئے ہوئے لوگوں سے آپ ملاقات کرتے آپ ان کے مسائل پوری توجہ سے سنتے اور مشورے اور مدد کرتے۔ عام طور پر یہ نشست رات نو بجے تک جاری رہتی لیکن کبھی کبھار رات گیارہ بجے تک بات چیت کا سلسلہ جاری رہتا۔ اس نشست کے بعد آپ گھر لوٹتے اور اپنے اہل خاندان کے ساتھ کچھ وقت گزارتے، عالمی خبریں خصوصیت سے مسلم دنیا کی خبریں سماعت فرماتے۔

یہ آیت اللہ خوئی کی زندگی کا ایک عام دن ہے۔ آیت اللہ خوئی ۹۳ سال کی عمر تک ایسی ہی سادہ زندگی بسر کرتے رہے۔

سوچو...اور جواب دو :

ا. آیت اللہ العظمیٰ خوئیؒ کس چیز پر زیادہ توجہ دیتے تھے؟۔

۲. لوگوں کے خطوط کا جواب کیوں خود دیتے تھے؟ جبکہ کوئی اور بھی دے سکتا تھا؟

۳. آپ مشورے کے متعلق کیا فرماتے تھے؟

ترانہ

ظلمت میں بھٹکتی دنیا کو ہم سیدھی راہ دکھائیں گے
اس رات کی کالی نگری میں ہم صبح درخشاں لائیں گے
نیکی کا علم لہرائیں گے
ہم اچھائی پھیلائیں گے
مظلوموں کے، مجبوروں کے، کمزوروں کے، ناچاروں کے
محتاجوں کے، مسکینوں کے، معذوروں کے، بیماروں کے
دکھ درد میں ہم کام آئے گے
ہم اچھائی پھیلائیں گے
ہم رب کی راہ دکھائیں گے، بھولے بھٹکے انسانوں کو
فرمانبردار بنائیں گے، اللہ کے نافرمانوں کو
سب کو قرآن سنائیں گے
ہم اچھائی پھیلائیں گے
بادل گرجے، بجلی چمکے، طوفان اٹھے، آندھی آئے
اولے برسیں، گولے برسیں، یا موت ہی سر پر منڈلائے
ہم آگے بڑھتے جائیں گے
ہم اچھائی پھیلائیں گے

سورج کی طرح چڑھتے چڑھتے، چڑھتے چڑھتے، چڑھتے چڑھتے،
بادل کی طرح بڑھتے بڑھتے، بڑھتے بڑھتے، بڑھتے بڑھتے،
ہم دنیا پر چھا جائیں گے
ہم اچھائی پھیلائیں گے

.....ابوالمجاہد زاہدؔ

الفاظ و معانی

ظلمت	اندھیرا
رات کی کالی نگری	یعنی دنیا
درخشاں	روشن، چمکدار
علم	جھنڈا
مجبور	بے بس، ناچار
معذور	اپاہج، ناچار
کام آنا	مدد کرنا، سہارا بننا
فرمانبردار	حکم ماننے الا
نافرمان	حکم نہ ماننے والا
طوفان اٹھنا	تیز آندھی چلنا
منڈلانا	چکر لگانا

سوچو...اور جواب دو :

۱. آپ کا عزم کیا ہے اور اس کیلئے کیا تیاری کر رہے ہیں؟

۲. ''ہم اچھائی پھیلائیں گے'' میں ''ہم'' کا کیا مطلب ہے اور کون لوگ مراد ہیں؟

۳. ''ہم بڑے ہو کر کیا کریں گے؟'' اس عنوان پر سات جملے لکھئے۔

نیچے دیئے گئے الفاظ کی واحد لکھئے :

جیسے : مظلوموں مجبوروں کمزوروں محتاجوں مسکینوں بیماروں

مظلوم

سبق ۴۲

سورۃ القارعۃ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡقَارِعَةُ ۙ﴿۱﴾ مَا الۡقَارِعَةُ ۚ﴿۲﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا الۡقَارِعَةُ ؕ﴿۳﴾
يَوۡمَ يَكُوۡنُ النَّاسُ كَالۡفَرَاشِ الۡمَبۡثُوۡثِ ۙ﴿۴﴾ وَتَكُوۡنُ الۡجِبَالُ
كَالۡعِهۡنِ الۡمَنۡفُوۡشِ ؕ﴿۵﴾ فَاَمَّا مَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِيۡنُهٗ ۙ﴿۶﴾ فَهُوَ
فِىۡ عِيۡشَةٍ رَّاضِيَةٍ ؕ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِيۡنُهٗ ۙ﴿۸﴾ فَاُمُّهٗ
هَاوِيَةٌ ؕ﴿۹﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا هِيَهۡ ؕ﴿۱۰﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿۱۱﴾

بنام خدائے رحمان ورحیم

کھڑ کھڑانے والی ﴿۱﴾ اور کیسی کھڑا کھڑانے والی ﴿۲﴾ اور تمہیں کیا معلوم کہ وہ کیسی کھڑ کھڑانے والی ہے ﴿۳﴾ جس دن لوگ بکھرے ہوئے پتنگوں کے مانند ہو جائیں گے ﴿۴﴾ اور پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی طرح اڑنے لگیں گے ﴿۵﴾ تو اس دن جس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا ﴿۶﴾ وہ پسندیدہ عیش میں ہوگا ﴿۷﴾ اور جس کا پلہ ہلکا ہوگا ﴿۸﴾ اس کا مرکز ہاویہ ہے ﴿۹﴾ اور تم کیا جانو کہ ہاویہ کیا مصیبت ہے ﴿۱۰﴾ یہ ایک دہکتی ہوئی آگ ہے ﴿۱۱﴾

سوالات :

۱. سورۃ القارعہ کے معنی و مطلب بیان کیجئے؟

سبق ۴۳

آیت الکرسی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ

لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا

فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا

بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ

اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ

وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ﴿۲۵۵﴾ لَآ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ ۙ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ

مِنَ الْغَیِّ ۚ فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۵۶﴾

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۙ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی

النُّوْرِ ؕ۬ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ یُخْرِجُوْنَهُمْ

مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ

هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾

اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں، زندہ (اور) قائم ہے۔ نہ اس کو اونگھ آتی ہے نہ نیند، جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اسی کا ہے۔ وہ کون ہے جو اس کے اِذن بغیر اس کی حضور میں شفاعت کرے۔ وہ لوگوں کے آئندہ اور گذشتہ کا حال جانتا ہے، اور لوگ اس کے علم کا کسی طرح احاطہ نہیں کر سکتے سوائے اس کے جتنا وہ چاہے۔ اسی کی کرسی آسمانوں کو اور زمین کو حاوی ہے۔ اور اس دونوں کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں اور وہ بلند مرتبہ (اور) صاحب عظمت ہے ﴿۲۵۵﴾ دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے، یقیناً ہدایت گمراہی سے الگ ہوگئی، پس جو شخص طاغوت کا منکر ہوا اور اللہ پر ایمان لائے اس نے بے شک مضبوط رسی پکڑ لی جو ٹوٹنے والی نہیں۔ اور اللہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔ ﴿۲۵۶﴾ جو لوگ ایمان لائے اللہ ان کا حامی ہے ان کو تاریکیوں سے نور کی طرف نکال لاتا ہے۔ اور جو منکر ہو گئے ان کے حمایتی طاغوت ہیں جو ان کو نور سے نکال کر تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں اور وہی جہنمی ہیں۔ جس میں وہ (ہمیشہ) ہمیشہ رہیں گے ﴿۲۵۷﴾

سوالات:

ا. آیت الکرسی کے معنی ومطلب بیان کیجئے؟